بسم اللہ الرحمن الرحیم

وصل الحبیب

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

قطب عالم قدوۃ العلماء الراسخین اسوۃ الفقہاء والمحدثین حضرت شیخ المشائخ مولٰنا و مرشدنا الحاج الحافظ المولوی رشید احمد صاحب محدث گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ایسی وفات نہ تھی جسکا اثر کسی خاص حصہ یا مختص جماعت تک قاصر رہا ہو - اِس جانکاہ و روح فرسا حادثہ نے تقریبًا تمام مسلمانان ہند کے دلونکو علی قدر المراتب صدمہ پہونچایا اور اُن مخالف فرق اسلامیہ کے قلوب پر بھی چوٹ لگائی ہی جنکی عناد پسند طبایع حضرت قدس سرہ کی مقدس حیات مین اس سچی نیابت رسالت کے فیضان سے محروم رہین - عمومًا حضرات اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کیلئے کچھ عادۃ اللہ اسی طرح جاری ہی کہ اُنکی پاک زندگی اور برگزیدہ اوقات مین عام مخلوق خلل انداز نہو اسلئے بعد وصال ہر دلعزیز ہونے والے خاصان خدا کو کسی زمانہ مین بھی اہل زمانہ نے متفقہ رائے سے پیشوا و امام نہین سمجھا ہان البتہ وہ قلبی کیفیت جسکو اسلام سے علاقہ ہی ہر مسلمان کے دل سے اِس امر کا اقرار کراتی رہی کہ یہ تقوی و ریاضت ہمعصر ابناء زمانہ مین مفقود ہی - چونکہ حضرت محدث گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی مقدس ذات نے بھی اس پاکیزہ اصول سے علیحدہ ہونا نہ چاہا اور زندگی مین تسخیر عام اور کافہ انام مین نیکنامی وشہرت تام کو پسند نہ کیا اِس لیئے باوجود اِس کمال ظاہر و باطنی کے جسکی نظیر دنیا مین اس صدی کے اندر نظر نہین آتی اسلام کے متعدد فرقون کی بدزبانی و ایذا رسانی سے یکسو نہ رہے - اور تفسیق و تضلیل بلکہ تکفیر تک کے فتوی ہوئے - والحمد للہ علی ذلک ✦ اِس زمانہ نے ایک جگہ کی دوسری جگہ اور ایک ملک کی دوسرے ملک مین خبرین معلوم ہونیکے اسقدر وسائل و ذرایع مہیا کردیے ہین کہ سطح زمین کا ہر آباد حصہ دنیا بھر کے بھلے برے حالات گھر بیٹھے معلوم کرسکتا ہی پس ہمارا یہ دعوی غالبًا بداہت کیوجہ سے باعث دلیل کا محتاج نہین ہی کہ حضرت گنگوہی قدس سرہ العزیز کا توکل مین صبر و قناعت مین ریاضت وعبادت مین تقوی وطہارت مین مجاہدہ مین استقامت مین استغنا مین حب فی اللہ و بغض فی اللہ مین جسطرح کوئی مثیل نہ تھا اسی طرح تبحر علمی مین وسعت نظر مین تفقہ مین تحدیث مین عدالت و ثقاہت مین اور روایت و درایت مین بھی کوئی عدیل نہ تھا - اِسی دعوی کو بالفاظ دیگر یون کہہ سکتے ہین کہ مولٰنا رحمۃ اللہ علیہ شریعت مین مرجع علماء اور طریقت مین ملاذ الناس ہونیکی حیثیت سے دنیا مین بےنظیر یعنی عالم کے قطب الارشاد تھے - عوام مسلمین کے سمجھنے کیلئے یہ بات بھی کافی تھی کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ عام اہل اسلام کے نہین بلکہ خاص اور ممتاز سرداران مذہب یعنی علماء کے امام تھے اسلئے کہ حضرت رح کے متوسلین کی کثیر التعداد جماعت مین کئی سو علماء ایسے موجود ہین جنکی قابلیت علمی کا فردًا فردًا بھی کسی جم غفیر کی لیاقت سے مقابلہ و موازنہ نہین ہوسکتا - آخر وہ کیا خداداد خوبی تھی جس نے علماء جیسے دوربین اور وسیع النظر حضرات کو باوجود طلب جاہ وعلو اس عالی بارگاہ مین سر جھکانے اور گردن نیچی کر لینے پر مجبور کیا اور مجبور نہین بلکہ عوام سے زیادہ اِس امر کا حریص بنا دیا کہ حضرت رح کی مبارک جوتیان سر پر اٹھائین آنکھون سے لگائین چومین اور آخرت کیلئے ذخیرہ بنا کر رکھ چھوڑین - ناظرین نظر اٹھائین اور دیکھین یاد کھائین کہ پڑھے لکھے آنکھون والے

ذکی الطبع علماء شریعت اور دیکھے بھالے واقفکاران رموز طریقت کی اس بڑی جماعت نے جس مقدس فرشتہ سیرذات کو اپنا مقتدا و پیشوا بنایا تھا کیا سمجھکر بنایا تھا اگر یہ مرتبہ انسانی تحصیل پر موقوف ہی تو کوئی حاصل کر کے دکھائے یا حاصل ہوا نمونہ پیش کرے ہم دیکھنے کے منتظر اور منصفانہ موازنہ کے لئے طیار ہین +

یہ بات مسلم ہی کہ سوائے اُن چند مسائل کے جنکو رسومات مروجہ اور آبائی قدیم خیالات سے علاقہ ہی کسی شرعی مسئلہ مین حضرت رحمتہ اللہ علیہ سے زیادہ کیا معنی مساوی درجہ پر بھی کسی عالم کا فتویٰ نہین سمجھا گیا اور عوام ہی نے نہین بلکہ خواص نے بھی باوجود مخالفت وعناد اور حسد وعداوت اس سچی بات کو مان لیا کہ فی الواقع تبحر علمی اور وسعت نظر مین علوم دینیہ کے اندر حضرت کا ہم پلہ ہندوستان مین یقیناً اور دیگر ممالک مین غالباً کوئی نہین اور نیز یہ استقامت کاملہ بھی دوسرے کو نصیب نہین ہوئی جسکا ظاہری ثمرہ یہ تھا کہ ابتداء بلوغ اور آغاز شباب سے اِس عالم ضعیفی اور زمان پیری تک حضرت کے معاملات مین ذرہ برابر فرق نہین آیا وہی سنن و مستحبات کی مداومت تھی اور وہی نوافل پر مواظبت وہی تہجد داوّابین تھی اور وہی چاشت واشراق وہی تحیۃ الوضو کی حالت تھی اور وہی تحیۃ المسجد کی کیفیت - انسانی زندگی کے متعلق پیش آنیوالے امور یعنی موت حیات صحت - مرض - رنج وغم - راحت وخوشی - ولادت عقیقہ - ختنہ نکاح غرض کنبہ وبرادری سے وابستہ جملہ ضرورتین پیش آئین مگر کیا ممکن تھا کہ کبھی معمولات ریاضت مین حبہ برابر فرق پیدا یا نوافل ترک ہو گئے ہون - اِس پُر آشوب زمانہ مین فرائض وواجبات پر بھی اس قدر استقامت مشکل امر ہی کہ چالیس پچاس سال مین کسی ایک نماز کی قضا یا جماعت کا چھوٹ جانا نہ پایا جائے چہ جائیکہ نوافل ومستحبات ؛ پس اگر اِس کا نام محبت رسول اور اتباع نبی عربی نہین تو پھر کسکا نام ہی ؟

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے اِس روحانی سلسلہ مین جو فیض حضرت محدث گنگوہی قدس سرہ العزیز کی متوکل وقانع اور مخلص ومتواضع ذات سے جاری ہوا بذات خود ایک آیۃ من آیات اللہ ہی چہ جائیکہ اُسپر بے نظیر کمال اور کمال پر لاثانی تکمیل اور تکمیل بھی ایسی بابرکت جسکے فیض یافتہ دس بیس سو دو سو نہین بلکہ پچاس ساٹھ ہزار سے بھی زیادہ ہون تو عجب نہین +

اللہ اللہ - وہ کیا غیبی کشش تھی جس نے گنگوہ جیسے قصبہ کی صعوبت سفر کو شرفاء ہند کی کمزور اور پردہ نشین عورتون تک کیلئے آسان کر دیا اور اللہ عز اسمہ کی پاکباز مخلوق کو جوق جوق اِس طرح کھینچ لیا جیسے مقناطیس آہن کو کھینچتا ہی - دنیاوی حیثیت سے تعجب ہے اور بڑا تعجب ہی کہ گنگوہ مین باوجود ہر قسم کی دنیاوی تکلیف مہیا ہونیکے کنارہائے ملک سے گروہا گروہ اہل اسلام سر اور آنکھون کے بل اس جوش وخروش سے حاضر ہوتے دکھائی دئے جو لذیذ سے لذیذ نعمت اور پسندیدہ آرام وراحت کے مقام پر جاتے وقت بھی نظر آنا دشوار ہی قطع نظر اہل کشف کے مکاشفات اور صاحبدل سالکین کی غیبی مطلعات کے خود یہ حالت قطبیت کا اظہار اور حرمان نصیب مسلمانون کی بدقسمتی پر کف افسوس ملکر اس امر کا اعلان کر رہی تھی کہ خداوند تعالیٰ جلت قدرتہ کی عدم توفیق کا اندازہ کرو کہ کیونکر بعض بھائی پیغمبر کی سچی نیابت کے دریائے مواج اور بحر زخار سے آس پاس کے لوگ محروم رہا کرتے اور کس طرح آنکھون والے مسلمان موسلادھار مینہ کی طرح برسنے والی خداداد نعمت کے تقسیم ہوتے وقت

دامن سمیٹنے اور روگردانی کیا کرتے ہین۔ یضل من یشاء ویہدی من یشاء +

زیادہ قابل تعجب بلکہ لائق حسرت وافسوس جسکا قلق عمر بھر نہ جائیگا یہ بات ہے کہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض کرنیوالے مسلمان عموماً وہ حضرات تھے جو قطع نظر اپنی عملی حالت خراب ورتقوی وطہارت کی لذت سے بیخبر ہونیکے حضرت کی مقدس صورت تک دیکھنے سے ناکام اور معمولات واوقات کی پابندی ریاضت ومجاہدہ کی روزانہ کیفیت تک کا اندازہ کرنے سے قاصر تھے۔ خدا جانے اس اندیکھے تیر چلانیوالی قوم کو بلا حالت معلوم کیے کسی ناشایستہ کلمہ کے زبان سے نکالنے کی کیونکر جرأت ہوئی اور ایک ایسے شیخ وقت پر بدن کو لرزا دینیوالا کفر کا فتوی گھر بیٹھے لگا دینے کی کسطرح ہمت ہوئی جسکے تقدس وتورع اور مخلوق کی جفا شعاری وایذا رسانی پر صبر وتحمل کا نمونہ ڈھونڈا بھی نہین ملتا +

ہائے افسوس وہ نورانی صورت مادر گیتی کی گود کے حوالہ ہوگئی اور وہ نحیف جسم روضۃ من ریاض الجنۃ یعنی پاک صاف لحد مسنونہ کے سپرد کردیا گیا جس نے ساٹھ سال سے زیادہ ریاضت ونفس کشی اور خوف وخشیہ کے ساتھ کامل اتباع سنت محمدیہ مین صرف کیے اور ہدایت ورہبری کے مہتم بالشان منصب کا بوجھ اُٹھا کر انجام تک پہونچایا تھا +

مین اس حیثیت سے کہ ایسے محلہ وشہر اور اُس خاندان وقبیلہ مین پیدا ہوا تھا جسکو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ان دنکھی عداوت بھی نہایت وثوق کیساتھ کہہ سکتا ہون کہ مجھے اپنے آبائی خیالات کی اصلاح مین بڑی عرقریزی وتفتیش اور اپنی پوری طاقت صرف کرنیوالی چھان بین سے کام لینا پڑا جسکا نتیجہ مین اسوقت تحریر مین لاتا اور اپنی قسمت پر فخر کرکے دعا مانگتا ہون کہ بار آلہا اپنے بندہ ناکارہ عاشق الٰہی کو اپنے پیارے اور مقبول ولی یعنی مرجع عالم حضرت مرشدی مولانا المولوی ابو المسعود محمد رشید گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے خدام مین محشور فرمائیو اور محض اپنے فضل سے جوڑی ہوئی علاقہ مرضیہ پر دنیا سے اُٹھائیو۔ آمین بحرمۃ خاتم النبیین +

مجھے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کا وقت اور مقدس وپاکباز روح کی روانگی کا وہ نزالا سمان بھی دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے جسکی لذت تادم مرگ دل سے نہ نکلیگی۔ اِس آخری زیارت کی مشتاق نگاہ پر ہزار جانین قربان کرنیکو جی چاہتا ہے جو کفن کی گرہ لگانے سے ایک آن پہلے حاصل ہوئی تھی اور اب اُسکا حصول ممتنع ومحال ہے +

جمادی الاولی کی تیرہ یا بارہ تاریخ کی شب کو آخر شب مین خنکی کی وجہ سے حضرت حجرہ مین تشریف لیگئے اور حسب معمول صلوۃ تہجد مین اپنے اللہ سے راز ونیاز شروع ہوگیا۔ اسی حالت مین بائین پاؤن کی دو اُنگلیون یعنی خنصر وبنصر مین ناخون کے کچھ نیچے کسی زہریلے جانور نے کاٹا مگر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو بالکل احساس نہین ہوا اور یہ عدم احساس اگرچہ میرے اور آپ کے نزدیک قابل تعجب ضرور ہے مگر حالت مین محو ومستغرق ہوجانیوالے اور کسی خاص حضوری کی مشغولیت کے وقت تن بدن سے مدہوش وبیخبر ہوجانیوالے شیخ کیلیے کچھ بھی قابل تعجب نہین اگر کسی شخص نے کوئی شیدائی جوان اپنی معشوقہ کے جمال کی زیارت کرتے وقت دیکھا ہوگا تو وہ اِس فنائیت ومحویت کا اندازہ کرسکیگا۔ غرض حضرت رحمۃ اللہ علیہ صبح کی نماز کیلیے وقت مقررہ پر حجرہ سے باہر تشریف لائے اور مسجد کیجانب روانہ ہوئے۔ صبح کا سہانا وقت تھا جھٹپٹا ہو چلا تھا خاص حنفیت کے مطابق اسفار کیحالت مین نوری شعاعون نے شب کی تاریکی مٹادی تھی۔ سفید کپڑون پر خون کی سرخی ممتاز ہوکر نظر آرہی تھی

پشت کیجانب وہ حصہ جو بحالت قعود پاؤن سے مُلصق ہوتا ہی خون آلودہ دیکھکر ایک خادم نے جو باہر کھڑے تھے عرض کیا کہ حضرت آپ کا کُرتہ خون آلودہ ہی - چونکہ نماز کو دیر ہوتی تھی اسلیے کپڑے بدلکر حضرت مسجد مین تشریف لے آئے اور نماز پڑھائی +

بعد نماز جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے حسب معمول چارپائی پر بیٹھنے کیلیے کھڑاؤن پاؤن سے علیحدہ کی تو اُن خدام کی نظر پاؤن کی انگلیون پر گئی جو اس اتفاقیہ واقعہ سے سراسیمہ و پریشان سامنے کھڑے تھے اُسوقت نشان زخم سے معلوم ہوا کہ کسی جانور نے کاٹا ہی - حجرہ سے وہ روئی مُصلّٰی بھی باہر لایا گیا جسپر حضرت نے شب کو نماز پڑھی تھی - دبیز مُصلّٰے خون مین اسقدر آلودہ تھا کہ نیچے تک اثر پہونچ گیا تھا

اس اتفاقیہ قصہ سے خدام کی طبایع پریشان ہوئین رائین مختلف قایم ہوئین بعض کا خیال ہوا کہ رگ کا مُنہ کھلکر خود بخود خون نکلا ہے اور اکثر کا یہ گمان تھا کہ چوہیا نے کاٹا ہی مگر حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے جب فرمایا یہی فرمایا کہ مجھے مطلق خبر نہین نہ کاٹتے وقت اور خون نکلتے وقت احساس ہوا نہ اب کچھ تکلیف یا درد ہے +

مین اُسوقت حضرت کی خدمت مین حاضر تھا ایک شان خداوندی نظر آرہی تھی کہ خدام اس طرح متحیر و پریشان اور سبب خروج دم کے معلوم نہونے سے متفکر و سراسیمہ ہین اور حضرت پر ذرہ برابر بھی تفتیش و فکر کا اثر محسوس نہین ہوتا اس قصہ کے بعد کئی دن مین گنگوہ حاضر رہا مگر حضرتؒ کی زبان مبارک سے استعجابًا یا تذکرۃً بھی اس قصہ کا اعادہ نہین ہوا +

یہ بات یقینی ہی کہ حضرت کے پاؤن سے چھٹانک بھر سے زیادہ خون نکل لیا تھا اور اس واقعہ کے اگلے ہی دن سے حضرت پر ضعف و انکسار اور غنودگی و نوم کی حالت زیادہ طاری ہونی شروع ہو گئی مگر بڑا تعجب ہی کہ نماز کے اوقات اور اوراد و وظائف یا مشاغل و معمولات کے اداء مین ذرہ برابر فرق نہ تھا وہی دو ڈھائی بجے سے تہجد تک اور صلوٰۃ صبح کے بعد سے تا فراغ ضحیٰ ایک حالت پر قعود اور مراقبہ و اوراد کا اہتمام تھا اور وہی چاشت و زوال کے نوافل اور بعد ظہر تلاوت قرآن اور خلوت کے خاص مشاغل کا التزام تھا وہی صلوٰۃ الاوابین تک کا کھڑے ہوکر پڑھنا اور وہی دو دو گھنٹہ ایک پہلو پر ذکر و فکر مین محویت و استغراق - اگر فرق تھا تو یہ تھا کہ مسجد سے اُٹھتے وقت کبھی چکر آیا اور ایسا ضعف غالب ہوا کہ خادم کو سنبھالنا پڑا یا یہ کہ پلنگ تک پہونچتے ہی لیٹ گئے اور چند ہی منٹ مین نیند آگئی خلاصہ یہ کہ اُن اوقات کا اکثر حصہ جو بحالت جلوت خدام کیساتھ تعلیم و ہدایت یا دنیاوی ضروریات کے متعلق باتون مین صرف ہوتا تھا نیند مین گزرنے لگا اور اذان کیوقت سے دو چار منٹ قبل معًا آنکھ کھلجاتی اور حسب معمول قدیم سب سے پہلا لفظ جو زبان سے نکلا کرتا تھا بے اختیار نکلتا تھا یعنی

اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ یا استغفر اللہ استغفر اللہ یا صرف وحدہ لا شریک لہ +

مین سچ عرض کرتا ہون کہ اس حالت پر متعجب ہوتا اور سوچا کرتا تھا کہ خلاف عادت اسقدر نوم کا غلبہ کیون ہی؟ مگر اُسوقت سوائے اسکے کہ خون نکلنے کے باعث ضعف پر محمول کرتا اور کیا سمجھ سکتا تھا - اس جواب سے میرا نفس ساکت ضرور ہو جاتا تھا لیکن تسلی نہوتی تھی اب اسکا نتیجہ ظاہر ہونے پر وہ صورت نظرون کے سامنے پھرتی ہی اور خیال ہوتا ہی کہ دنیاوی اسباب مین تو سمّی اثر کی ابتدا اور زہریلے مادہ کا صعود تھا جسنے ظاہری مشغولیت خلق کے اوقات کو دوسری جانب مصروف کر دیا تھا اور دینی حیثیت سے لقاء خداوندی کا وقت قریب آجانے کے باعث فرط اشتیاق اور جوش محبت نے استغراق و فنائیت مین مخلوق سے بالکل یکسو کر لیا تھا +

اِس حالت مین حضرت کے وہ خاص الطاف جو عام خدام پر مبذول ہوتے تھے اب یاد آ آ کر کلیجہ پر چوٹ لگاتے ہین - آہ کیا خبر تھی کہ یہ معمول سے زیادہ عنایتین اسلئے ہین کہ مہربانیان کرنیوالا دینی باپ اپنی بیکس اولاد کو یتیم بنانا چاہتا ہے اور یہ مخصوص توجہات اسلئے بڑھی ہوئی ہین کہ آخری اور بہت جلد ختم ہونے والی ہین - اسی حالت کے ایام مین ایک مرتبہ عصر کے بعد حضرت رحمۃ اللہ علیہ جلوت مین بیٹھے ہوئے تھے اور کچھ باتین ہو رہی تھین کہ حضرت کے قریبی رشتہ دار شاہ جی مظہر حسین صاحب حاضر خدمت ہوئے اور سلام کرکے حسب معمول مونڈھے پر بیٹھ گئے یکایک حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اثناء گفتگو مین شاہ جی کی طرف توجہ کی اور یون فرمایا کہ "شاہ جی مظہر! آدمی کی زندگی کا اعتبار نہین ہے ذرا علیحدہ ہو کر میری ایک بات سُن لو" چنانچہ دری مین تشریف لیگئے اور خدا جانے کیا فرمایا چند منٹ کے بعد پھر پلنگ پر تشریف لے آئے اور سابق کلام پر گفتگو جاری کی اس بظاہر بے محل اور بیموقع گفتگو سے سب کچھ ظاہر ہو چکا تھا مگر اس پیش آنے والے جانگداز حادثہ سے چونکہ تمام خدام کے خیالات فارغ اور خالی تھے اسلئے اسطرف توجہ بھی نہ ہوئی کہ کیا رمز و اشارہ ہے؟

اُنگلیون کے خفیف زخم کیجانب سے چونکہ حضرت نے خود اسقدر استغنا برتا کہ صرف مکھی بیٹھنے کی حفاظت کیلئے سوائے لعاب لگے ہوئے کاغذ کے کچھ دوا استعمال کرنیکا خیال بھی نہین کیا اسلئے خدام کو یہ بھی خیال نہ گزرا کہ یہ زخم اپنا اثر دکھانیوالا اور وصال کا پیش خیمہ بننے والا ہے یہانتک کہ ۲۷ - جمادی الاولیٰ ۱۳۲۳ھ ہجری مطابق ۳۱ - جولائی ۱۹۰۵ء یوم دوشنبہ کو بعد نماز عشاء جسوقت حضرت حسب معمول چارپائی پر لیٹے اور خدام بدن دبانے لگے یکایک تپ و لرزہ محسوس ہوا اور تھوڑی ہی دیر مین بخار نے یہ شدت پکڑی کہ چادر کے اوپر ہاتھ رکھنا دشوار ہو گیا - سہ شنبہ کا تمام دن شدت بخار مین گزرا اور اتفاقی حالت سمجھکر معمولی دوا استعمال مین آئی لیکن چارشنبہ کو بھی جب بخار کی وہی شدت رہی تو جناب صاحبزادہ حکیم حافظ مولوی مسعود احمد صاحب نے نہایت مستعدی سے تدبیر شروع کی اور گو کبھی کبھی گونہ خفت محسوس ہوئی مگر بخار کو بجانا تھا نہ گیا پر نہ گیا +

پاؤن کی اُنگلیون مین جہان سولہ۱۶ سترہ۱۷ دن ہوئے زخم ہوا تھا کانٹی ہوئی جگہہ پر نیلگون چھالے پڑ گئے اور خنصر و بنصر پر ورم محسوس ہوا اسکے بعد ورم بڑھتا اور اوپر کو چڑھتا رہا یہانتک کہ زانو تک پہونچ گیا اور حرکت تک سے معذوری ہو گئی پیر کی یہ حالت اور بخار کی یہ کیفیت دیکھکر لوگون کا خیال اس طرف منتقل ہوا کہ شاید سانپ نے کاٹا ہو اسلئے اِس فن کے جاننے والے آدمی بھی بُلائے گئے مگر پیر کی حالت ایسی ہو گئی تھی کہ اُسکو دیکھکر پوری رائے قایم نہو سکتی تھی +

۴ - اگست یعنی یوم جمعہ کو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مخلص عزیز جناب مولوی حکیم محمد اسمٰعیل صاحب اجمیری مقیم بمبئی نے علاج اپنے ہاتھ مین لیا جو اتفاقاً بمبئی سے آگئے تھے اور حضرت کے مزاجدان ہونیکے اعتبار سے اطبا مین بھی ہر طرح قابل ترجیح سمجھے گئے خلاصہ یہ ہے کہ معالجہ و تدبیر اور خدمت و تیمارداری مین حتی الامکان کوئی امر فروگزاشت نہین ہوا مگر حضرت قدس سرہ العزیز سفر آخرت کا تہیہ فرما چکے تھے اِسلئے کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی اور جمعہ کے دن ساڑھے بارہ بجے کے بعد ۸ - جمادی الثانیہ ۱۳۲۳ھ ہجری مطابق ۱۱ - اگست ۱۹۰۵ء کو بعد اذان جمعہ وہ وقت دیکھنا نصیب ہوا جسکا نقشہ مرتے دم تک قلب سے علیحدہ نہ ہوگا +

حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے مرض کی اطلاع اول دو چار دن تک تو سوای مخصوص لوگون کو قرب وجوار مین بھی کسی کو نہین ہوئی اگر جسوقت پھیلی تو متوسلین کی آنیوالی جماعتون کا یہ عالم تھا کہ بیان نہین ہوسکتا - خدام اس کثرت سے جوق جوق آئے کہ خانقاہ مین باوجود وسعت جگہہ نملی اکثر مختلف جگہون مین ٹھیرے اور باوجودیکہ اکثر آدمی زیارت کرکے واپس چلے جاتے تھے مگر پھر بھی تقریبًا چارسو یا پچسو اشخاص کا ہجوم رہتا تھا - چونکہ یہ مجمع اکثر علما و صلحا اور حضرت کے مخلص خدام کا تھا اسلیئے روز مرّہ متعدد ختم کلام مجید - بخاری شریف - آیت کریمہ اور سورہ فاتحہ وغیرہ کے ہوئے - اور نہایت تضرع وزاری کیساتھ دعائین مانگی گئین - مگر مین یہ بات یقینی کہہ سکتا ہون کہ دل اندر سے بجھ چکا اور مایوس بن لیا تھا جسکا خواص پر یہ اثر ہویدا تھا کہ عین حالت گریہ و بکا مین صبر کا وقت ہونیکی اطلاع دیجاتی تھی اور عوام پر یہ اثر ظاہر تھا کہ دلکی بند ہوئی کلی باوجود کوشش کے کھلنے اور کھلنے کا نام نلیتی تھی +

حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی حالت کرب وشدت مرض ایک جداگانہ کمال تام کی دلیل بنی ہوئی تھی اسلئے کہ بجائے ہائے واویلا اور آہ ووائے کے اللہ نکلتا تھا جسکی ھ مین کشش اور مد صوت نمایان تھا +

آثار مرض یہ بات ظاہر کررہے ہین کہ غالبًا حضرت کے پاؤن مین سانپ نے کاٹا اور اُسی کے زہریلے اثر نے شان صمدیت مین حظ وافر عطا کرنیکے لئے یہانتک نوبت پہونچائی کہ حضرت کو چندروز عالم دنیا سے کسی قسم کا ہوش وحواس علاقہ نہین رہا زبان نے پوری طرح یاری نہین دی اگر کبھی کوئی بات فرمائی تو اچھی طرح سمجھ مین نہین آئی مگر اس حالت مین بھی یہ بات ہر دیکھنیوالا دیکھتا تھا کہ زبان پر ذکر الٰہی جاری اور قلب اپنے کام مین بدستور مشغول اور دونون ہاتھ اکثر نماز کی نیت باندھنے کی طرح کانون تک جاتے مگر ضعف کے باعث کپکپاتے ہوئے نیچے گرنا چاہتے تھے جنکو ادہر اُدہر بیٹھے ہوئے خادم تھام لیتے تھے +

حضرت کو شنبہ کے دن سے جمعہ کا انتظار تھا وہ چند باتین جو کبھی کبھی سمجھ مین آئین یہی تھین مثلًا فرمایا کیا آج جمعہ کا دن ہی؟ یا ایکمرتبہ فرمایا کہ "جو اللہ چاہتا ہی وہی ہوتا ہی" ایکمرتبہ صاف الفاظ مین "انا للہ وانا الیہ راجعون" پڑہا - ایک دفعہ صاحبزادہ صاحب کو ارشاد فرمایا کہ "میان مسعود احمد وضو کرادو" یا یکشنبہ کے دن مولوی حبیب احمد صاحب خادم خاص سے فرمایا کہ "پانچ روز اور خدمت کرنی ہی" اور آخری شب شب جمعہ مین اپنے جان نثار خادم مولوی محمد یحیٰی صاحب کاتب خطوط وفتاویٰ کا خاص نام لیکر کچھہ ارشاد فرمایا مگر وہ نہ سمجھ سکے اور بیتابانہ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے دونون ہاتھ اپنے سر پر رکھ لئے +

حضرت رحمتہ اللہ علیہ کو چہ روز پہلے سے جمعہ کا انتظار تھا یوم شنبہ دریافت فرمایا کہ آج جمعہ کا دن ہی؟ خدام نے عرض کیا کہ حضرت آج تو شنبہ ہی اسکے بعد درمیان مین بھی کئی بار یوم جمعہ کو دریافت فرمایا حتی کہ جمعہ کے دن جسروز وصال ہوا صبح کیوقت دریافت فرمایا کہ کیا دن ہی؟ جب معلوم ہوا کہ جمعہ ہی تو فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون ط

ایام مرض مین زبان بہت سرعت سے ذکر کے ساتھ جاری رہتی تھی - جو اوقات اوراد معینہ کے تھے اُسوقت خود بخود اُسطرف متوجہ ہوجاتے تھے - ۴ - اگست کو جو جمعہ واقع ہوا اُس مین حسب معمول وقت مقررہ پر سورہ کہف شروع کردی خصوصًا تہجد کیوقت زیادہ مشغولی اور توجہ معلوم ہوتی تھی بعض دفعہ ذکر نفی اثبات جہر اور مد صوت کے ساتھ شروع فرمادیتے ایک دفعہ

بیٹھنے کی حالت مین حبس دم کی طرح سانس کو دیر تک روکے رکھا جس سے طبیبونکو دوسرا اندیشہ پیدا ہوگیا مگر جب دیر کے بعد آہستہ آہستہ چھوڑا تو معلوم ہوا کہ صورت دوسری تھی۔ اکثر اوقات ہاتھ کو وہ حرکت پیدا ہوتی تھی جو تسبیح کو ہاتھ مین لیکر پڑہنے کیوقت ہوتی ہی۔ یہ حالت خاصکر اُن اوقات مین جو درود شریف وغیرہ پڑہنے کے تھے زیادہ ہوتی تھی۔ ایک دفعہ ہاتھ بڑہاکر تسبیح کی تلاش کی خدّام نے تسبیح ہاتھ مین دیدی جسکو بالکل باقاعدہ دیر تک پڑہتے رہے +

الغرض قلب دماغ اور زبان و دیگر اعضا سب اُسی طرف متوجہ تھے اِس عالم کا بالکل ہوش نہ تھا۔ اِسوقت مجکو وہ مقولہ یاد آتا ہی جو حضرت کے ایک جلیل القدر متوسل نے پاس بیٹھکر دیر تک توجہ باطنی مین مشغولیت کے بعد آہ سرد بھر کر شب جمعہ مین فرمایا تھا کہ ”حضرتؒ کو ذرّہ برابر اِس عالم فانی کا ہوش نہین اور اِسکے ساتھ ہی حبّہ برابر اُس عالم بقا سے غفلت نہین“ اشد اللہ بخار کی اِس شدت اور کرب کی اس زیادتی مین جسکو دیکھکر دیکھنے والون کے قلوب مصدوم ہوتے تھے ذکر و فکر کی یہ حالت تھی کہ بحالت مرض اکثر کسی خادم کے سہارے کمر لگا کر بیٹھے تو اُسی حالت پر بیٹھے جسطرح بحالت مراقبہ ساکت وصامت بیٹھنے کی عادت تھی۔ اِس عالم محویت کے ان حرکات و سکنات سے ایک معمولی سے معمولی ظاہر بین شخص بھی کم سے کم یہ نتیجہ ضرور نکال سکتا ہی کہ اللہ عزّ اسمہ کی یاد اور اذکار کے معمولات حضرت رحمتہ اللہ علیہ کیلئے بالکل عادت جاریہ اور طبیعت ثانیہ بن چکے تھے جنکے لیے تکلف و توجہ اور دنیاوی ہوش و حواس کی بھی حاجت نہ رہی تھی کیونکہ بلاقصد و بلا ارادہ بھی وہی بات پیدا ہوتی تھی جسکو مقصود بالذّات بنانیکے لیے سیکڑون برس کوشش اور مجاہدے یا ریاضتین تجویز کی گئی ہین +

مشتاقان زیارت کے ہجوم کی کیفیت ایک جداگانہ شان قطبیّت کا اظہار کر رہی تھی۔ صاحبزادہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کیلئے مرجع عالم شیخ اور کئی ہزار مخلوق کے مشفق و مہربان باپ کا مرض ہی کیا کم پریشان کرنے والا تھا پھر اُسپر تیمارداری اور تیمارداری کے متعلق زایرین کے بیتابانہ ہجوم کا انتظام چیدہ خدام کی تسلی و تشفی اور سب پر طرّہ یہ کہ زیارت کے شوق مین کھنچے چلے آنیوالے عشاق متوسلین کی مہمانداری اور کھانے کا انصرام جس مین پانچ پانچ سو تک شمار پہونچتی تھی یہ سب پریشانیان بحیثیت مجموعی ایسی مہتم بالشان تھین جنکی برداشت کیلئے بڑے دل جگرے کی ضرورت ہی کیونکہ کسی جان سے زیادہ عزیز کی بیماری مین ایک مہمان کو وقت پہ کھانا پہونچانا بھی گران گزرتا ہی اور اسی تواتر تفکرات کو دیکھکر اکثر خدام زیارت کرکے واپس ہوجاتے تھے مگر پھر بھی دن بدن مجمع بڑہتا گیا اور یہ حالت ہوگئی کہ سہارنپور مین گنگوہ جانیکے لیے بہلی اور یکہ یا ٹمٹم اور ٹٹو تو کیا ملتا چھکڑہ بھی بارہ بارہ روپیہ پر کرایہ ہوا اور آخر وہ بھی نہ ملسکا تو جانباز عشاق کو پیدل مسافت طے کرنی پڑی + مین نہین کہہ سکتا کہ وہ کیا چیز تھی جو اُن ناز پروردہ جوانونکو بیس بیس کوس پیدل بھگائے لیے جاتی تھی جنکو کبھی کوس بھر بھی پیدل چلنے کا اتفاق نہین ہوا اور وہ کیا جوش تھا جس نے اس شوق مین کہ کسی طرح پر لگجائین اور گنگوہ اُڑ جائین تاریک رات کے اندہیرے مین چلدینے پر ایسا مجبور کردیا تھا کہ صبح ہونیکا انتظار گویا مہجور عاشق کو شب ہجر کی صبح کا انتظار تھا جسکی برداشت آسان نہ تھی۔ اِن نظارہ کے محتاج دور و دراز سے سمٹے چلے آنے والونکو پردہ اُٹھا اُٹھا کر دور سے حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت کرادی جاتی تھی مگر یہ پیاس وہ نہ تھی جو اس قلیل سیرابی سے بجھ جاتی دل تھا کہ نکلا چلا جاتا تھا آنکھین تھین کہ اُمڈی آتی تھین بے محابا جی چاہتا تھا کہ نگاہ یا تو اُس مقدس چہرہ سے جدا نہو جسکی زیارت کے شوق نے یہان کھینچا ہی اور

یا اُن مبارک تلوون سے ملکر حسرت پوری کرلین جنکی نورانی صورت پر دل لوٹا جاتا تھا +

چارشنبہ کی شام کو بعد صلوٰۃ عصر جسوقت حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے سے پردہ اُٹھا ہے اور غلامون کو زیارت کا شرف حاصل ہوا ہے حضرت مراقبہ کی طرح گردن جھکائے تکیہ سے سہارا لگائے بیٹھے تھے مین قسمیہ عرض کرتا ہون کہ دل اُسوقت کے روحی حظ کا اسوقت تک مزہ لے رہا ہے اور اگر کوئی شخص مبالغہ کا جھوٹا الزام مجھپر نہ لگائے تو مین کہہ سکتا ہون کہ وہ بے نظیر حالت صرف اُسی وقت کیلئے مخصوص تھی عام طور پر معلوم ہو رہا تھا کہ رحمت خداوندی بارش کی پھوار کیطرح برس رہی اور تجلیات کا اسطرح ورود ہو رہا ہے جسطرح آفتاب کی روشنی کسی محدود روشندان مین ہو کر کسی حسین صورت پر پڑکر چمک دمک دکھلایا کرتی ہے اس عمر بھر یاد آنیوالی حالت سے وہی دل خوب آگاہ ہین جنکی آنکھون نے یہ سمان دیکھا ہے اور اسی ربانی تجلیات کا ثمرہ تھا کہ باوجود اُسوقت حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے سکون و طمانیت اور رفع کرب شدت کے چھوٹے سے لیکر بڑے تک کوئی شخص ایسا نہ تھا جسکا دل نہ بھر آیا اور آنکھون سے آنسو نہ ٹپک پڑے ہون۔ کاش کوئی پوچھتا کہ صاحبو کیون روتے ہو؟ حضرت تو اسوقت تندرستون کی طرح بالکل خاموش بحالت مراقبہ بیٹھے ہوئے ہین +

الغرض وہ جمعہ کا دن آپہونچا جسکا حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو ہفتہ کے دن سے انتظار تھا۔ اِس دن کوئی خاص تغیر ایسا نہین پیدا ہوا جس سے کسی خادم کی طبیعت ہراسان ہو بلکہ بہ نسبت ایام گزشتہ کے سکون زیادہ معلوم ہوتا تھا مگر اس دن کے صرف یوم جمعہ ہونیکی وجہ سے اکثر خدام کے دل دھڑک رہے تھے اور طبیعتین کھٹک رہی تھین تاہم یہ کسیکو خیال نہ تھا کہ یہ طویل سفر اس عجلت کیساتھ طے ہو جائیگا کہ اطبا کو بھی نبض کے تغیر دیکھنے کا موقع نہ ملیگا۔ ۱۲۔ بجے سے قبل خدام کے سارے مجمع نے باطمینان کھانا کھایا اور واپس آکر نماز کے تہیہ مین مشغول ہوئے کہ یکایک کلیجون کی نکال لینے والی وحشت اثر خبر کانون مین گونجی اور غلامون کے منتشر مجمع مین ایک ہلچل اور بھاگا دوڑی مچگئی۔ آگے پیچھے سراسیمہ و پریشان خدام حاضر ہوئے دیکھا تو قبض روح شروع ہو لیا تھا۔ اللہ اللہ کیا وقت تھا اور کیا سمان تھا اُس ہیبت و جلال والی بارگاہ مین جہان پاؤن کی آہٹ کو دبا کر حاضر ہونا اور ادب و نیاز کے ساتھ فاصلہ پر ساکت و صامت کھڑا ہونا پڑتا تھا کئی سو متوسلین کا اژدحام کچھ عجب تغیر عظیم دکھا رہا تھا حضرت رحمۃ اللہ علیہ چارپائی پر مستحضر للموت لیٹے اور قبلہ کیجانب رُخ کئے ہوئے مسکراہٹ کیساتھ اسم ذات کے ذکر مین مشغول تھے اور بیچارے بیکس و بے بس عشاق اردگرد غش کے غش اور اوپر تلے ایک دوسرے پر بیتابانہ جُھکے پڑتے تھے صاحبزادہ صاحب اور بعض دوسرے خدام سورہ یٰسین پڑھ رہے تھے اور جملہ دینداروں کا مجمع بحالت بیتابی کلمہ و استغفار جو کچھ زبان پر آتا یا جو سورۃ قرآنیہ خیال مین آتی روتی ہوئی آواز سے تلاوت کر رہا تھا قلم مین طاقت نہین کہ وہ نقشہ کھینچ دکھائے اور زبان کو یارا نہین کہ اُس حالت کو من و عن کہہ سُنائے جو آنکھ تھی وہ ابر باران بنی ہوئی تھی اور جو شخص موجود تھا وہ ششدر و حیران بنا کھڑا تھا کتابون مین پڑھے ہوئے قصے دلکی آنکھون کے سامنے تھے اور اولیاء کبار کی موت و وصال کے حالات آنکھون سے دیکھ لینے کے منتظر و امیدوار اشخاص وہ حال مشاہدہ کر رہے تھے جسپر کرورہا زندگیین قربان اور ہفت اقلیم کی سلطنت نچھاور ادھر قبض روح شروع ہوا اور ادھر متوسط آواز مین مزہ لینے والے لہجہ مین حضرتؒ کی زبان سے نکلا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ جسکو پاس کھڑے ہوئے خدام نے صاف سُنا اور اسکے بعد متصل ہی گونہ کراہت کیساتھ چہرہ پھیر کر لاحول ولا قوۃ الا باللہ فرمایا۔ دیکھنے والے دیکھ رہے اور سُننے والے سُن رہے تھے کسی پردہ کے پیچھے کچھ ہونیوالی حالت کا اس طرح اظہار ہو رہا تھا کہ گویا شیطان

لعین اپنی انتہائی کوشش مین جی توڑ کر سرگرم ہو اور فضل و کرم خداوندی اُس کی کمر توڑنے کیلئے حضرت کی مقدس زبان پر اجول کے دُتے کی ضرب لگوا رہا ہو۔ اسکے بعد یا پاؤن مین دم تھا یا ناف مین آیا اور یا ناف مین تھا یا سینہ مین آیا جسوقت سینہ مین دم آیا نہ اُسوقت کچھ نہین تو تین سوا سو خدام کا غث ہو لیا تھا۔ اُن سے پوچھئے کہ کیا حالت دیکھی سانس جلدی جلدی آرہا اور سینہ سے واپس ہو جانیوالا سانس بہت ہی عجلت کے ساتھ اللہ اللہ اللہ اللہ کا مبارک لفظ زبان سے نکلوا رہا تھا آہ۔ خدا جانے وہ ضعف اُسوقت کہان گیا جس کے باعث ابھی چند منٹ ہوئے بات بھی نہین ہو سکتی تھی اور وہ سمی اثر کے باعث پیدا ہونے والی زبان کی رکاوٹ کہان چلی گئی جس نے حالت مرض مین خدام کو بات نہ سمجھنے دی تھی کیسی صاف آواز تھی اور کیسا صاف لہجہ۔ غرض کام کرنیوالے مقدس فرشتے اپنے کام مین مشغول تھے اور دو منٹ کے بعد اسکی یاد کے ساتھ اطمینان حاصل کرنے والی روح چنبر گردن مین آپہونچی تھی اُسوقت تو ڈہائی سو تین سو اشخاص کا مجمع ہو لیا تھا حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی آواز پست و کمزور ہو چلی تھی سانس کی گزرگاہ صرف حلق کا حصہ باقی تھا مگر اللہ کے ذکر کا تحرک بجنسہ قائم اور جلدی جلدی دہانہ کی حرکت۔ اور بہت ہی خفیف آواز مین ذکر اسم ذات جاری تھا حتی کہ اس مبارک نام کی ہائے ہوز پر سانس کا اختتام ہوا اور کھلی ہوئی آنکھین خود بخود بند ہو گئین گویا تیم سننے والے خدام سے نصیحت کا اظہار صرف وہ آنکھین بند کر لینے کے ساتھ تھا جسکی محبت بھری نظرون کے کیمیائی اثر نے گنگوہ کو حجاز اصغر بنا دیا تھا

انا للہ وانا الیہ راجعون

سارا مجمع گواہ ہے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی روح مقدس کے عالم بالا کیجانب روانہ ہوتے وقت وہ قدرتی مہکی ہوئی خوشبو ساری خانقاہ مین یکدم دوڑی اور ہر چھوٹے بڑے کے سونگھنے مین آئی جسکو دنیاوی خوشبوؤن سے کوئی مناسبت نہین۔ مین سچ کہتا ہون کہ مجکو یا میرے احباب کو اُسوقت اسکے سوا کچھ خیال نہ تھا کہ شاید سہ دری مین حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی چارپائی کے پاس بخورات سلگائی گئی ہین مگر جب دیکھا کہ وہان کچھ بھی نہ تھا اور خیال کیا کہ حقیقت مین اس روا روی اور صرف پانچ منٹ کے نزع و تہیہ سفر کی عجلت مین کسیکو خوشبو سلگانیکا وقت ہی نہین ملا تو بے اختیار یہ تمنا ہوئی کہ کاش اس مرتبہ تقرب کے ناواقف معاند اصحاب اسی وقت حاضر ہوتے اور اس آخری لٹنے والی نعمت ہی سے دامن بھر لیتے مجھے خیال تھا کہ اس حالت کو سننے والے حضرات شاید حسن ظن یا مدح مرشد پر محمول کر کے مبالغہ آمیزی کا الزام لگائینگے اسوجہ سے اظہار مین تامل رہا۔ مگر مخالفین کے خیالات کے موافق جب اسکی تائید اس طرح ہاتھ آئی کہ اسی میرے وطن مین الٰہی بخش نامی جن کی زبان سے اُن لوگون کے سامنے جنکو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ عناد تھا حضرت کے کمال کا اقرار اور اس مہکنے والی خوشبو کا اظہار ہوا تو مجکو عام احباب مین اسکے تذکرہ کی جرأت ہو گئی۔ الٰہی بخش نے اُس مجمع مین بجواب دریافت حال وصال آنحضرتؐ یہ الفاظ کہے تھے "مجھے حضرت مولٰنا رشید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کا بڑا صدمہ ہے مین اُسوقت گنگوہ مین موجود تھا۔ وصال کا عجیب نظارہ مین نے خود دیکھا اور قبض روح کے وقت ایک نفیس خوشبو سونگھی جو ساری خانقاہ مین مہکی تھی اور جو آدمی وہان موجود تھے اُنہون نے بھی سونگھی ہوگی"

خدا کی اس دوسری مخلوق کے اظہار منقبت کے طویل قصہ کا بقدر کفایت فقرہ اس محل پر مین نے ظاہر کر دیا ہے

ورنہ مجھے اسکی حاجت نہین کیونکہ اِس مجمع حضار مین بعض لوگ وہ بھی موجود تھے جو محض امتحان و آزمایش اور اِس آخری نازک حالت کی جانچ کیلئے آئے ہوئے موجود تھے اُن کے دل اور آنکھین اِس بات پر ایمان لے آئین کہ اﷲ کے مقرب بندون اور لطف جانی پیغمبر کے جان نثار شہداء و صدیقین کا آخری وقت ایسا ہوا کرتا ہو۔ اور کیا عجب ہو کہ ان امور بدیہیہ کا اظہار صرف اسی لئے ہوا ہو کہ اب آخر مین معترضین کی زبانین بند ہو جائین۔ ورنہ حضرت رحمۃ اﷲ علیہ کی فنائیت و استغراق اور رگ و پے مین ذکر آلہی کی سرایت اظہار کمال کیلئے ہرگز ہرگز ذکر لسانی کی محتاج نہ تھی پس اگر ہم اُن لوگون سے یہ سوال کرین تو شاید بیجا نہوگا کہ کیون صاحب کیا پیغمبر آخر الزمان کی ولادت کے متعلق اور حق جل شانہ کی صفت ذاتی کے متعلق ایک گستاخ شخص کی موت ایسی ہوا کرتی ہے جیسی آپنے حضرت گنگوہی کی دیکھی ؟ اﷲ اﷲ یہی شیخ تو تھے جنکی طرف یہ الزام لگائے گئے ہین کہ ”خدا کو جھوٹا بتاتے ہین“ ”سرور عالم کو اپنے برابر کا بھائی کہتے ہین“ ”تعظیم نبوی کو حرام بتاتے“ ”کوے کو حلال کہکر حرام کو حلال کرتے اور طرح طرح کی بددینی اور گستاخی کے کلمات سے خلق خدا کو گمراہ کرتے ہین یہ اُن لوگون کے خیالات کے موافق گمراہ کرنے والے شخص کی موت تھی اور یہ مبتدعین کے بہتان کی بنا پر جہول زمانہ اور ضال مضل کے آخری وقت کا سمان تھا جسپر اسلام کے جملہ فرقے متفق رائے سے ایک حکم لگا سکتے ہین مگر افسوس ان اقوال کے قائلین ہین سے جنکو یہ آخری سمان بھی دیکھنا نصیب نہین ہوا اور وہ دنیا مین اپنے سوائے کسی مسلمان کو سچا سمجھتے ہی نہین پس اُن کے ماننے کی اُمید نہین مگر ہان کل نفس ذائقۃ الموت کے ناطق حکم نے قائلین کے اِس آخری وقت کا اُمیدوار ہمین بنا رکھا ہے آج حضرت گنگوہی رحمۃ اﷲ علیہ کیلئے جو وقت تھا کل کو دوسرون کیلئے بھی وہی وقت درپیش ہو۔ یہان کا تو جو کچھ تھا مخالف و موافق سبنے دیکھا اور شتاب دیکھئے اِس موت کو بددین کی موت سمجھنے والے مسلمان اپنی موت کے وقت کیا سمان دکھاتے اور کس حال مین اپنی روح فرشتون کے حوالہ کرتے ہین فانتظروا انا منتظرون

مین اپنے دلی جوش کو اسوقت ضبط نہین کر سکتا مین خدا کو حاضر ناظر سمجھکر کہتا ہون کہ وصال کیوقت یعنی روح کے پرواز کرتے ہی جو نوری شعاعین حضرت رحمۃ اﷲ علیہ کے چہرے پر پڑ رہی تھین وہ مین نے کبھی حیات مین بھی نہین دیکھین حالانکہ بارہا زندگی مین زیارت کا اتفاق ہوا مگر بخدائے لایزال وہ ملاحت و حسن اور وہ رخسارون کی سُرخی و چمک جو بعد وصال اُس مکھڑے پر نظر آئی عمر بھر بھی نظر نہین آئی۔ باوجود اِس شدت مرض اور کرب و تکلیف کے جو ضعیف و مسن شخصکو کیا معنی زبردست سے زبردست جوان کے سُرخ و سپید چہرہ کو جھلسا دینے اور مُنہ پر ہوائیان اُڑا دینے اور جھریان ڈالنے کو کافی تھی خصوصاً روح نکلنے کے بعد جسکا بیانک اور خوفناک منظر پیاری اولاد کے چہرے کو بھی ڈراونا بنا دیتا ہو حضرت رحمۃ اﷲ علیہ کا جسم گویا وہ جسم ہی نہ تھا جو زندگی مین تھا۔ ایک جنتی گوری گوری رنگت والی حور تھی جو خانقاہ کی سہ دری مین نہا دھو کر پلنگ پہ آلیٹی تھی۔ صاحبو! خدا کیواسطے مجھے فرط محبت مین ڈوبا ہوا مخبوط الحواس نہ سمجھنا جسکی بات کا اعتبار نہ رہے اور اگر ایسا ہی سمجھو تو اسکی وجہ بتلانا کہ آخر زندگی مین اِس صورت پر اتنا تعشق کیون نہین ہوا مرنے کے بعد وہ کیا خوبی پیدا ہوئی تھی جو زندگی مین نہ تھی مین خدا کی قسم کھا کر کہتا ہون

کہ جس وقت میری نگاہ نعش مبارک پر پڑی اور چہرے پر جاکر ٹھیری ہی ہٹانیکو جی نہین چاہتا اور بے اختیار دل لوٹتا تھا کہ کاش کوئی روکنے والا یا بچیا یا بے صبرا بتانیوالا نہو اور مین اس مقدس پیشانی کا بوسہ دیلون۔ رخسارون کی سرخی تھی کہ گویا انار نچوڑ اگیا ہی چمک تھی کہ گویا روغن چنبیلی ملا گیا ہی۔ مجھے تعجب تھا اور عمر بھر رہیگا کہ آخر اسی جسم پر نیلا بنا دینے والا زہریلا اثر اور کامل نو دن کا سخت مرض بخار و سرسام کا پڑا ہی پھر اُس جسم پر معمولی مسلمان اموات کا تغیر تک نہین بلکہ زندگی سے بدرجہا زیادہ اور ایک حیرت مین ڈالنے والا خوبی و حسن اور ملاحت و صباحت کا تبدل واقع ہوا ہی اور کھلی آنکھون یہ بات نظر آرہی ہی کہ کوئی نورانی بوچھار آسمانی سطح سے مسلسل اِس چہرہ سے آ ٹکرا رہی ہی جسکی گواہ ٹکیہ تمام یگانون اور بیگانونکی زیارت کے لئے کھلی ہوئی ہی *

عشاق و خدام کی اِس جانکاہ حادثہ پر جو کچھ بھی حالت ہونی چاہئے اُسکا ہر صدمہ اُٹھایا ہوا دل اندازہ کرسکتا ہی خصوصًا ایسی یتیم بنجانے والی اولاد کی حالت جسنے دنیا و دین مین سب سے زیادہ عزیز و مہربان باپ کی دنیاوی مفارقت کا صدمہ اُٹھایا اور اِس عمر بھر کی جُدائی کے سفر کا سامان بندھنے اور رحلت کرنیکا آخری سمان آنکھون سے دیکھا جو کچھ بھی ہوجائے قابل تعجب نہین۔ ایسے محبوب و رعالم کے مشہور مقتدا کا وصال ایسا نہ تھا جسپر سخت دل سخت دل بھی نہ چیخ اُٹھے چہ جائیکہ تار کیساتھ پالی ہوئی وہ روحانی اولاد جسنے باپ کے سایہ عاطفت کے اُٹھ جانیکی بھی اِس ظل ہدایت کے ہوتے ہوئے پروا نکی ہو جو کچھ بھی دہاڑتی کم تھی اور جتنا بھی ہائے واویلا اور شور و غل مچاتی شاید معذور سمجھی جاتی مگر اللہ اکبر ایک قدرت خداوندی کی شان نظر آرہی تھی کہ بیس بیس سال کی پرورش کی ہوئی اولاد سے بھی خلاف شرع کوئی حرکت تک صادر نہین ہوئی بلکہ جسنے جتنی مدت زیادہ فیض حاصل کیا تھا اُسی قدر صبر و استقلال کی ترازو مین وزنی اور گران اترتا تھا۔ وہ خاص باش غلام جو گھر چھوڑ چھوڑ کر دس دس اور بارہ بارہ برس سے شیفتہ جمال بنکر اُس دروازے پر پڑے ہوئے تھے اپنے دینی سردار کے رخصتی سامان اور تجہیز و تکفین مین اسطرح مشغول تھے جسطرح اولاد کو کرم گستر باپ کے سامان سفر کا تہیہ کرنا چاہئے۔ دم بخود ششدر و حیران۔ ساکت و صامت ہاتھون سے دل تھامے بغلون مین ہاتھ دئے اور سینہ دبائے ہوئے ضرور تھے۔ آنکھین ابر نیسان کی جھڑی برسا رہی تھین ایک ایک قدم من من بھر کا بنا ہوا اور بمشکل اُٹھائے اُٹھتا تھا مگر کیا مجال تھی کہ چیخ نکلجائے یا گریبان پر ہاتھ جا پڑے۔ اللہ اللہ ابھی ابھی یہ پتھر کا کلیجہ شق کردینے والا قصہ نظرون کے سامنے گزرا ہے اور ابھی چونکہ اذان جمعہ ہوچکی ہی اِسلئے نماز کی طیاری مین وضو ہو رہے اور اُس مسجد مین صف باندھے خطیب کے منتظر بیٹھے ہین جسمین گزشتہ جمعہ کو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ممبر پر کھڑے ہوکر خطبہ سُنایا اور نماز پڑھائی تھی *

صاحبو! ذرا غور کرو پروانہ وار عاشقون کی طبیعتون کا اُسوقت کیا حال ہوگا جنکی نگاہون کے سامنے سات دن قبل کے جمعہ کا یہ نقشہ جما ہوا تھا کہ اب جُبہ پہنے عصا ہاتھ مین لئے سبز عمامہ باندھے اور کھڑاون پاؤن مین پہنے ہوئے حضرت رحمۃ اللہ علیہ تشریف لاتے اور ممبر پر کھڑے ہوکر خطبہ سُناتے مین۔ آہ یہ آٹھ دن کے اندر کیا ہوگیا اُسوقت وہ مقدس شیخ جسکے پیچھے ایک جمعہ کی نماز کا پڑھ لینا خدام کی حاضری کا مقصد اعلی سمجھا جاتا تھا عین

خطبہ و نماز کیوقت سہ دری میں چادر اوڑھے قبلہ کیجانب منہ کیے چت لیٹے میٹھی نیند پڑے سوتے ہیں غلام منتظر ہیں مگر انتظار بے سود عشاق کی مشتاق نگاہیں کسی کھوئی ہوئی چیز کو ڈھونڈ رہی ہیں مگر تلاش بے فائدہ - آہ یہ مقدس مجمع جسوقت اپنی جان سے زیادہ عزیز شیخ کی جگہہ کسی دوسرے شخصکو ممبر کا خطیب اور نماز کا پیش امام بنا دیکھیں گے تو کیا کچھ نہ بلبلائیں اور چیخ دہاڑ مچا دینگے مگر نہیں کچھ بھی نہیں ہوا باوجودیکہ نمازیوں کی کثرت کے باعث ارد گرد کے مکانات کی چھتوں تک پر جگہہ نہ ملی اور اِدہر اُدہر کے راستے اور رہگزر تنگ میں آدمی بھر گئے اُس اطمینان اور لذت کیساتھ خطبہ و نماز سے فراغت ہوئی جو دوبارہ گنگوہ میں کبھی نصیب ہوئی حضرت کے خادم خاص مولوی **محمد یحییٰ** صاحب نے خطبہ پڑہا اور بجز اسکے کہ عام طور پر خطیب و سامع کے چوٹ کھائے ہوئے دلوں کے غبار متواتر آنسوؤں کے ذریعہ سے برابر فرو ہوتے رہے اور خطیب کو زیادہ حالت بگڑنیکی وجہ سے صرف ایک منٹ کیلئے اپنی آواز کا روکنا اور گریہ کو ضبط کرنا پڑا کوئی حرکت بھی خلاف شرع صادر نہونے پائی - ہاں اے دنیا کے رہنے والو اللہ کے واسطے بتاؤ کہ کسی شیخ نے اپنے متوسلین کو اس زمانہ میں ایسا متبع شریعت بنایا ہے کہ جسکا ادنی سے ادنی مرید پر اثر نمایاں ہو کہ ایسے قیامت خیز سماں پر بھی نوحہ و بین یا حد شرع سے بڑہا ہوا گریہ و بکا نہونے پایا ہو *

یہ ہے وہ شیخ کا تصرف جسکی قطبیت کا دعویٰ ہے اور جسکو انتقال جسمانی سے صدمہ نہیں پہنچا اور یہ ہے اتباع شریعت کا کمال اور تکمیل کا اثر جسکی نظیر میرے دیکھنے میں نہیں آئی دینی تعلیم کا اعلیٰ نتیجہ اور تصوف و سلوک کا مقصود بالذات ثمرہ ایسا عام تھا جو صرف ایکمرتبہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ میں ہاتھ دینے والوں کو بھی مل چکا تھا - اگر یہ کوئی خوبی کی بات ہے تو اسکو حضرتؒ کی کرامت سمجھو جو بعد وصال اتباع سنت کے فیضان خداوندی ہونیکی تائید میں صادر ہوئی

ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

الغرض جمعہ کے روز ساڑہے بارہ بجے کے بعد باختلاف رویت ۸ یا ۹ جمادی الثانیہ ۱۳۲۳ھ مطابق ۱۱ - اگست ۱۹۰۵ء بعمر اٹھہتر سال سات ماہ تین یوم حضرت مولاناؒ نے اس عالم فانی سے رحلت فرمائی - آفتاب علم و ہدایت چھپ گیا مہتاب ورع و امانت غروب ہوگیا - اس زمانہ کے بخاری و مسلم اور اسوقت کے بیہقی و حاکم نے انتقال کیا - جنید وقت شبلی زمان بایزید عصر حاتمی دوران کوچ فرما گئے - دنیا کیوں نہ تاریک ہو جائے اُسکا عالمتاب آفتاب نظروں سے غائب ہوگیا - باغ علم کیوں نہ سوکھ جائے اُسکا چشمہ روان زمین میں اُتر گیا - ہم خدام کو جو کچھ صدمہ ہے اُسکا اندازہ ہمارے دل سے پوچھو حضرت خاتم المحدثین سید المفسرین امیر العارفین تاج السالکین حجۃ الخلف بقیۃ السلف مرجع انام ماوائے خواص و عوام سیدنا و مرشدنا الحافظ الحاج حضرت شیخ المشایخ المولوی **رشید احمد** صاحب محدث گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ واصل بحق ہوگئے - وہ ساقی علوم و معرفت جنکی ایک نظر نے ہزاروں کو سیراب کردیا جسنے جدا جدا شریعت و طریقت کی سبیلیں لگا رکھی تھیں دنیا سے تشریف لے گئے - وہ فدائے سنت نبویہ مرشد جنہوں نے بدعات مخترعہ کی تردید اور طریقۂ پیغمبر کے طریقۂ مرضیہ کی تائید میں سیکڑوں گالیاں شربت کے گھونٹ کی طرح پی لیں اور پیارے عربی پیغمبر کی سنت کے احیا میں مخلوق کی ایذا رسانی پر شکریہ ادا کیا انتقال

فرما گئے - ہان حضرت مولانا کا وصال ایک شخص کا انتقال نہین ہی بلکہ ایک عالم کی موت ہی وانّ موت العالم موت العالم
جمعہ کی نماز کے بعد ادہر غسل اور تجہیز و تکفین کی طیاری ہوئی اور اُدہر جان نثار خدام نے ایصال ثواب کیلئے
تلاوت قرآن شریف شروع کردی، دو گھنٹے کے اندر اندر سات ختم تو کلام اللہ شریف کے ہوئے اور استغفار و درود
یا کلمہ و دیگر اذکار کی شمار نہین اسلئے کہ اکثر مجمع کے ہاتھ مین تسبیح اور زبان پر اذکار مسنونہ کے سوائے کچھ تھا ہی نہین
آنکھین اپنا کام کر رہی تھین ہاتھ اپنے کام مین مشغول تھے - زبان کو اپنا مشغلہ تھا اور دل اپنے کام مین مصروف
تھا یہ تکفین سے پہلے پہلے اُس شیخ کیلئے ایصال کی حالت تھی جسکو کوتاہ نظر ملاؤن نے مروجہ فاتحہ متبدعہ کی مخالفت
کے باعث طعن تشنیع کرتے وقت مر گئے مردود نہ فاتحہ نہ درود کا مورد بنایا تھا - کہان ہین - اللہ کی منصف بارگاہ
مین اس سخت بہتان کے باندہنے والے مجرم اور جوابدہ مسلمان ذرا مقابلہ کرین کہ رسم کی پابندی کرنیوالے اصحاب کو
دفن سے پہلے کتنا ثواب پہونچایا گیا ہی تمکو قسم ہی خدا کی اگر گنگوہی سلطنت کی رعایا کے اپنے بادشاہ کی نذر ہونے والے
دائمی اور مخفی تحائف کا آپکو علم نہین ہی تو اس ظاہری ایصال مسنون مین بالانصاف بلکہ بالاختصار ہی موازنہ کر دکھائی +
تجہیز و تکفین سے پہلے حضرت رحمہ کے خاص قلم کا لکھا ہوا وہ وصیت نامہ نکالکر موجودہ مجمع مین سُنایا گیا جسکے
بے بہا الفاظ اور ضروری امور کے ظاہر کرنیوالے فقرے اس مضمون کے خاتمہ پر آپکی نظر سے گزرینگے - اسکے بعد
خواص خدام نے اُسی سہ دری مین حضرت رحمہ کو غسل دیا جسجگہ مولانا کی چارپائی بچھا کرتی تھی اور کفن دیکر صحن خانقاہ
مین جنازہ رکھا گیا تاکہ مخلوق کو عام زیارت کرادی جائے +

اللہ اللہ اسوقت کا ہجوم و اژدحام اور بیتابانہ جمال جہان آرا کی زیارت کے شوق مین ایک کا دوسرے پر گرنا کچھ
عجیب از خود رفتگی و شورش پیدا کر رہا تھا - یہ وہ وقت تھا جبکہ زیارت کو آخری نظارہ سمجھ لیا گیا تھا اس بیتابی کے
عالم مین شمع پر گرنے والے پروانون کو کون روک سکتا اور محبوب کے قدمون پر گرنیوالے عشاق کو کون تھام سکتا تھا
اس حالت کو کن الفاظ مین ادا کرون کہ آپ سمجھ جائین نہین خدا کی قسم اصلی حالت کا نقشہ قلم سے کھنچ نہین سکتا
باوجود روک تھام اور ٹھیرو ٹھیرو کی صداؤن کے جسوقت مجمع ٹوٹا ہی تو یقین ہو لیا تھا کہ چارپائی ٹوٹ جائیگی اور
بچے بوڑھے دبکر مر جائین اور پسکر مسل جائینگے اسلئے پوٹ باندھے بغیر چادر رخ انور پر ڈالدی گئی اور نہایت مستعدی
کے ساتھ جنازہ اُٹھالیا گیا +

ہان مجھے خوب یاد ہی اور عمر بھر یاد رہیگا جسوقت وہ مقدس خانقاہ جسمین حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے
سولہ سال قیام فرمایا تھا اور اب کئی صدی کے بعد اُسکو اُسی طرح آباد ہونا نصیب ہوا تھا خالی ہوئی ہی اُسوقت
در و دیوار پر اُداسی چھا رہی تھی - وہ خانقاہ جسمین حضرت چالیس سال سے متمکن تھے اور ادہر حدیث کے درس
و تدریس کا سلسلہ قایم تھا اور اُدہر طالب حق ذاکر شاغل اہل حال کی چہل پہل - دن کو کسی باغ کی بہار کا اظہار تھا
اور شب کو کسی گلستان کی رونق کا فکر و دہیان کیسی دم کے دم مین بے رونق ہوگئی - جہان ہر وقت ذکر کی
آوازین کانون مین پڑکر سوئے ہوؤن کو بیدار کرتی رہتی تھین آج کیون ویران ہو رہا ہی ؟ اسلئے کہ وہ دینی

بادشاہ جنکی زیارت کو شرق و مغرب سے خلقت کھنچی چلی آتی تھی وہ قطب وقت جسکی حرکت زمین کی حرکت تھی آج خانہ کعبہ کے اندرونی غلاف کے مقدس کپڑے کا قمیص پہنے بالکل سپید صاف شفاف متوسط درجہ کے پارچہ کا کفن لپیٹے اپنے خوش نصیب غلامون کے کاندہون پر سوار کسی بڑے سفر کیلئے روانہ ہو لئے ہین آہ کیا جگر دوز شعر تھا جو اُسوقت ایک صاحب حال خادم کی زبان سے نکلا ؎

اے تماشا گاہ عالم روئے تو	تو کجا بہر تماشا میروی

جو بات آنکھ سے دیکھنے کی تھی ہو اُسکو زبان کیونکر بیان کرے اسلئے مین اسیر اکتفا کرتا ہون کہ خلقت کی ہجوم سے باعث جس عجیب کیفیت سے جنازہ قبرستان تک پہونچا ہر اُسکو آنکھین بھی نہین بلکہ دل جانتا ہی۔ راستہ مین اور خاص قبرستان مین مشتاقان جمال کو باطمینان کئی بار زیارت کرائی گئی کیونکہ اسی ضرورت کیلئے لوٹ کی گرہ باندھی نہین گئی تھی اُسوقت کے حاضر آنکھون والون سے دستم دیگر پوچھو کہ کیا عظمت وشان نظر آئی اور شان محبوبیت مین جنازہ پر کیا کیا ترقیان ظاہر ہوئین اسقدر مجمع کہ جنازہ تک پہونچنا دشوار ہو کہان کہان دیکھا اور بہ شوق واشتیاق کہ محل جنازہ کی جگہہ چادر ہی کو ہاتھ لگ جائے تو غنیمت سمجھا جائے کس کس جگہہ نظر آیا۔ مخلوق کا خودبخود ذکر الٰہی شروع کردینا اور ہر چھوٹے بڑے کی زبان سے کلمہ کا بلا اختیار صدور اور صاحبدلون کا اسم ذات اور نفی واثبات کی باقاعدہ ضرب مین اِس بے انتہا سراسیمگی مین کسی شرعی ضرورت کے اندر ذرہ برابر بھی کا نہونا کسکے جنازہ مین دیکھا یا سنا ہی انٹر اسٹران چند گھنٹون مین یہ پانچ چھہ ہزار کا مجمع خدا جانے کہان سے آگیا۔ عورتین مکانات کی چھتون اور رہ گذر پر واقع ہونیوالے ٹیلہ پر کیون مجتمع ہوگئین بچون اور ناسمجھ لڑکون پر کیا بیخ ہو کہ انکی آنکھون مین بھی آنسو ڈبڈبائے ہوئے ہین آبادی کے ہنود تک کے چہرون کی رونق اُڑگئی عیدگاہ کے قریب کیلئے میدان مین جنازہ رکھا گیا اور آدہ گھنٹہ سے زیادہ دیر تک آنے والون کا تار نہ ٹوٹا۔ رومال بھتے کہ ہلتے نظر آرہے تھے اور ” ذرا صبر کرنا “ ذرا ٹھیرنا “ کی صدائین جنگل کے درختون سے ٹکراتی ہوئی کانون مین پڑ رہی تھین آخر جب زیادہ توقف مناسب نہ سمجھا تو حضرت مولانا مولوی **محمود حسن** صاحب مدرس اول مدرسہ اسلامیہ دیوبند کو آواز دی گئی اور مولانا نے اِنہی نہین بلکہ عالم کے مرشد **شیخ** کی نماز جنازہ پڑہائی +

نماز جنازہ کے بعد مجمع نے وہین نماز عصر ادا کی اور چونکہ مسنون لحد کی طیاری مین زمین کے سخت ہونیکی وجہ سے دیر تھی اسلئے جنازہ رکھدیا گیا اور خدام گرداگرد بیٹھ گئے۔ حفاظ نے بعد تلاوت کلام مجید شروع کردی ذاکر شاغل خدام اپنے پاک شغلہ مین لگ گئے اور باقی متوسلین کو جو کچھ بھی یاد تھا اُسکے پڑہنے اور ثواب پہونچانے مین مشغول ہوگئے ادہر آفتاب عالم کے غروب کی طیاری اور شام کا سُہانا وقت اُدہر ماہتاب ہدایت کے نورانی چہرہ کے لحد مین مستور ہونیکا آنیوالا سمان اور دفن کیلئے قبر کی طیاری مین سرگرمی آپ ہی بتائین کہ کیونکر قلم کی سطر سے سمجھ مین آسکتا ہی خلاصہ یہ کہ بعد نماز مغرب خزانہ معرفت واسرار الٰہی اور مخزن شریعت وطریقت کو اپنے ہاتھون زمین کے سپرد کر کے واپس آئے۔ اِنا للہ وانا الیہ راجعون کل من علیہا فان ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام ۵

حضرت رحمۃ اللہ علیہ جو کچھ تھے وہ تھے مگر افسوس مخلوق نے قدر نہ جانی سکریون کو تو وصال پر معلوم ہوا کہ حضرت کیا چیز تھے سچ ہے "قدر نعمت بعد زوال" اب اگر کوئی کف افسوس ملے تو کیا اور خوشی کرے تو کیا "خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سُنا افسانہ تھا" اپنے ایکو عمر بھر چھپانیوالے اور باوجود شان ذوالعلیا ہونیکے ادنیٰ طالبعلم سے کمتر جاننے والے شیخ کیلئے یہ بھی منجانب اللہ اظہار کی ایک صورت تھی جو بلا طلب و خواہش اسوقت ظاہر ہوئی جسکی حسن و خوبی کا ہر مسلمان متمنی ہے اور کچھ خبر نہین کہ اپنا یہ آخری سامان کس انداز پر ہونیوالا ہے ۔ مجھے بہت ہی زیادہ افسوس ہوا جب مین نے سُنا کہ مولوی احمد رضا صاحب بریلوی نے اس وفات پر خوشی منائی جسپر شجر و حجر کو رونا آیا اور آسمان و زمین کو رنج ہوئی مگر کیا ہوا آخر اُن کے لئے بھی یہ وقت ضرور آنیوالا ہے آخر کوئی اُس حالت کا دیکھنے والا بھی انکا دیکھا نہ موجود ہوگا وہ دیکھے گا ورنہ عدالت العالیہ اور شاہنشاہ احکم الحاکمین کے بڑے دربار مین تو جملہ اولین و آخرین کو سارا تماشہ دیکھنے کا کافی وقت اور پورا موقع ملیگا ۔ یہ وہ حالت تھی جسکو کئی ہزار مخلوق نے دیکھا ہے اور یہ موت وہ موت تھی جسپر اسلام کے کسی فرقے کو بھی زبان ہلانے کا موقع نہ ملا کہ طبیعت کا اضمحلال اس جانکاہ حادثہ کے لکھنے سے قلم روکتا رہا اور اسی حالت مین دو ماہ گذر گئے مگر احباب کے بدریافت حالات وصال پہونچنے والے خطوط نے مجبور کیا کہ مین تحریر شائع کردون ۔ میرے مہربان دوست منشی **نظام خان** صاحب سابق ملازم پلٹن نمبر ۱۶ اس تحریر کے زیادہ محرک و ساعی ہوئے اللہ انکو جزائے خیر دے اُنہون نے مجھسے یہ کام لے لیا ۔ انہین کی خواہش کے مطابق حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خادم مولوی **حنیف علی** صاحب شاہ آبادی کے اُس قصیدہ عربیہ کی شرح کے ساتھ شامل کرتا ہون جو اُنہون نے حضرت کی حیات مین مدح و منقبت کے اندر لکھا تھا ۔ اس قصیدہ کے شامل کرنے سے صرف یہ مقصود ہے کہ حضرتؒ کے متوسلین کی جماعت کا گونہ اندازہ ہو جائے کہ کس لیاقت و قابلیت والے گروہ نے حضرت کو اپنا مقتدا سمجھا تھا ۔ میرے خیال مین یہ ادبیت جو قصیدہ کے اندر کوٹ کوٹ کر بھری گئی ہے اور آورد کا نام نہین کوئی معمولی ادبیت نہین ہے شعرائے اہل عرب کے قصائد سے موازنہ کیجئے اور تشبیب کی لطافت گریز کی ملاحت پر زیادہ نگاہ ڈالئے پھر سادگی اور بلا مبالغہ سچے مضمون کا ادا کرنا منصف نظرون سے دیکھئے پھر کہئے کہ خدام جیسی لیاقت کے علماء مخالفین کے رؤسا و سادات بھی ہین یا نہین ہے یہ ظاہر ہے کہ جو کیفیت مصنّف کی اصل تحریر مین آتی ہے وہ شرح مین نہین آسکتی تاہم عام اشخاص کو گونہ حظ اٹھانیکے لئے شاید یہ مختصر شرح کافی ہو ۔ اگر کوئی غلطی ملاحظہ پائی جاوے خواہ زلت قلم سے ہو یا میری قلت علمی کے باعث اُسکی اصلاح فرمائین +

آہ وہ دُربار دربار جہان حاضر ہوکر توکل و قناعت ۔ صبر و ریاضت ۔ زہد و طہارت ۔ صدق و امانت تقویٰ و دیانت خلق و مروت ۔ استقلال و استقامت ۔ استغنا از اہل دنیا بے نیازی ۔ مہمان نوازی و سخاوت دریا دلی و شجاعت ۔ غرض مقدس مذہب اسلام کی ہر محمود خصلت کا سبق عملی صورت مین پڑھایا جاتا تھا آج خالی نظر آتا ہے وہ مورد تجلیات الٰہیہ اور مہبط فیوض غیر متناہیہ حجرہ شریفہ جس مین جلال و جمال کے نرالے رنگ جُدا جُدا نظر آتے تھے آج مقفل دکھائی دیتا ہے ۔ اولیاء کا کمال خرق عادات اور امور عجیبہ کا اظہار نہین ہے اور اگر

یہ بھی بلا ارادہ صادر ہو جائے تو منافی و مخالف ولایت بھی نہین چنانچہ یہ خوارق بھی جنکو عوام کرامت سمجھتے ہین
حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے سیکڑون صادر ہوئے مگر ایمان سے پوچھو تو حضرت مولٰنا گنگوہی قدس سرہ العزیز کا بڑا کمال
جس مین جفاکش جوگی اور ریاضت شعار کفار کی شرکت کیا معنی عام اہل اسلام بھی شریک نہین ہو سکتے۔ اتباع سنت
محمدیہ اور پیروی شریعت نبویہ پر وہ استقامت و استقلال ہو جسکی نظیر بلاد ہندہی مین نہین بلکہ سطح زمین کے کسی
خطہ مین نہ نظر آئی نہ خبر سُنی گئی۔ مجھے فخر ہے اور یہ فخر بطور ادائے شکر خداوندی کے ہے کہ مجھ جیسے گنہ گار کو حق تعالٰی
شانہ نے وہ دامن پکڑوایا جس سے ہزارہا مسلمان محروم رہے اور اگر انصاف کیا جائے تو یہ محرومی کوئی معمولی محرومی نہین
ہے ہان حق تعالٰی حضرت کے خلفاء کی عمرون مین برکت مرحمت فرمائے اور مدارج مین ترقی خصوصًا اُس سدا بہار
گلستان شریعت اور ہرے بھرے نخلستان طریقت کے بار آور اشجار مین ممتاز درختون یعنی حضرت مولٰنا المولوی
خلیل احمد صاحب انبہٹوی مدرس اول مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور حضرت مولٰنا المولوی **محمود حسن** صاحب
دیوبندی مدرس اول مدرسہ اسلامیہ دیوبند اور حضرت مولٰنا المولوی **عبدالرحیم** صاحب رائپوری ادام اللہ فیوضہم
کی ستودہ صفات ذوات کو ہم ناکارہ غلامون کے سرون پر قایم و دائم رکھے اگر رشد و ہدایت کے بھوکے پیاسون
کی سیری ہو سکتی ہو تو ان عالی سرکارون مین ہو سکتی ہو +

میرے پیارے دینی بھائیو! حضرت مولٰنا رحمۃ اللہ علیہ کے غلامو تابعدارو! اور ای گنگوہی سرکار سے نفع اُٹھانیوالو
متبع شریعت مسلمانو صبر کرو صبر کرو تمہارے روحانی باپ کی دنیاوی مفارقت درحقیقت کوئی معمولی صدمہ نہین مگر
اجر بھی تو صدمہ ہی کی مقدار پر کم و بیش ہوتا ہو تم مجھسے واقف ہو یا ناواقف۔ روشناس ہو یا نہو مگر بہرحال محشر کے
ہولناک جگہہ مین ایک شیخ کا دامن پکڑنے والے ہو۔ اسوقت اس مضبوط علاقہ کے درمیان مین میری تم سب کے ساتھ
غائبانہ محبت یہ جوش دلا رہی ہے کہ اگر آمنا سامنا ہو تو تمہاری وہ آنکھین چوم لون جنھون نے حضرت کو دیکھا تھا
اور وہ ہاتھ آنکھون سے لگا لون جنہون نے وہ مقدس ہاتھ چھوئے تھے تمہین گوارا ہو یا ناگوار حضرت کے بعد اب تمہاری
بھی قدر ہوتی ہو خود بخود دل مین نسبت پیدا ہوتی ہو مین تو تمکو اپنے حقیقی بھائی سے زیادہ سمجھتا ہون۔ خدا کرے یہ میرے الفاظ
طمع کاری و تصنع یا دنیاوی دل و دوستی کی حرص و طمع پر محمول نہون ہان مین دینی اخوت کی بنا پر تم سب سے ظاہر کرتا ہون کہ تمہارا
قطب الارشاد شیخ کا باطنی فیض ختم نہین ہوا اگر توفیق ہو تو مقدس مزار پر حاضر ہو کر آنکھون سے دیکھ لو نیز ظاہری سلسلہ تعلیم
و تکمیل مین بھی ذرہ برابر کمی نہین اسلئے کہ حضرت کے خلفاء پورب و پچھم۔ ہند و حجاز۔ پنجاب و بنگال۔ اودھ و ممالک مغربی غرض
ہر جگہہ پھیلے ہوئے مخلوق کو مستفیض کر رہے ہین اور اب وہ بڑے بڑے خلفاء جو حضرت کے سامنے اسطرح پوشیدہ تھے جسطرح
کواکب قمر کے سامنے وہ بھی اُس فرض منصبی کے ادا کرنے مین جسکے حامل بنائے گئے ہین اپنا انتقاد گرنیز زیادہ پسندی
نہ کرینگے خصوصًا حضرت کے لاڈلے اور چہیتے روحانی بیٹے حضرت مولٰنا المولوی **خلیل احمد** صاحب مد اللہ ظلہ اور حضرت مولٰنا المولوی
محمود حسن صاحب دام اللہ فیضہ +

ای میرے معزز دینی بھائیو۔ لو مین اب تمسے رخصت ہوتا ہون اپنے دل کا جوش ٹوٹے پھوٹے لفظون مین نکال چکا

ہ مین انشاء اللہ تمکو نہ بھولونگا خدا کا واسطہ اور خدا کے رسول کا واسطہ تم بھی مجھے نہ بھولنا اگر اپنے شیخ کے ساتھ تمہین محبت ہو تو مجھکو بھی اُس در کا کتا اور کفش بردار غلام سمجھکر اپنی دعا کا محتاج اور بھکمنگا

فقیر سمجھنا ایسا نہو کہ میرے لئے دعاء خاتمہ بالخیر سے بھی بخل ہو۔ مین ناکارہ ہون مگر گنگوہی دربار کا غلام کہلاتا ہون اس رشتہ سے تمہارا بھائی ہوا کیا بھائی کے کسی قابل بنا دیکھکر اب تم بھی کرنا بھائی کی غیرت و محبت کا تقاضہ

کرسکتی ہو؟ خدا تمکو اور ہمین سبکو ایمان پر ثابت رکھے اور پیارے حضرت مولٰنا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی غلامی مین محشور فرمائے آمین یا رب العالمین +

فخر المحدثین حضرت مولٰنا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی

وصیّت

حامداً و مصلیاً یہ وصیت عام ہے۔ سب دیکھین اور سُنادین و عمل کرین۔ اپنی اولاد اور زوجہ اور سب دوستون کو بتاکید وصیت کرتا ہون کہ اتباع سنت کو بہت ضروری جانکر شرع کے موافق عمل کرین۔ تھوڑی مخالفت کو بُہت سخت دشمن اپنا جانین۔ اور رسُوم دنیا کو بُری جانکر کرنا نہایت خرابی کی بات ہے۔ اور لذّت کھانے اور کپڑے کی قید نہایت خرابی ڈالنے والی دین و دُنیا کی ہے۔ اُس سے بہت اجتناب کرین۔ اپنے مقدور سے بڑھکر کام کرنا مآل کار ذلیل ہونا ہے۔ اسکی رُسوائی دین و دُنیا مین اُٹھانی ہوتی ہے۔ بدمزاج و کج خلقی سخت نامرضی حق تعالٰی کی ہے۔ دنیا مین ایسا آدمی خوار رہتا ہے اور آخرت مین نہایت ذلّت اُٹھاتا ہے۔ نرمی سب کے ساتھ لازم ہے۔ اور بُرا کام قلیل بھی بُرا ہے۔ اور اطاعت و اچھا کام اگرچہ تھوڑا ہو بہت بڑا رفیق ہے۔ تکلفات شادی و غمی کے بدعت سے خالی نہین ہین۔ اُسکو بُری نہ جانین۔ طعن و تشنیع خلق اور برادری کے سبب سے اپنے مقدور سے زیادہ کام کرنا یا خلاف شرع یا بدعت کو کرنا عقل کی بات نہین۔ دنیا و دین مین اسکا خمیازہ بُرا ہے۔ اسراف کی مذمّت اور بُرائی شریعت مین سخت آئی ہے کہ شیطان کا بھائی اُسکو قرآن مین فرمایا ہے۔ اگر میرا انتقال ہوجاوے تو حسب مقدور ثواب پُہنچاوین اندازہ سے زیادہ ہرگز نہ کرین۔ نہ کوئی تکلف غیر مشروع کرین۔ جو کچھ ہو موافق سُنت کے ہو۔ باہم اتفاق سُلوک سے رہین +

میرے ذمے کسی کا ایک پیسہ تک قرض نہین۔ اس کا کچھ فکر نہ کرین۔ ترکہ رامپور جو فروخت ہوا سب کا حصہ دیا یا صاحب حق نے معاف کیا۔ مگر ہمشیرہ کلان نے نہین لیا اور اُنکی رضامندی سے وہ روپیہ ہمارے پاس خرچ ہوا ہے۔ اور ترکہ گنگوہ جو جدّی ہے اس مین امۃ الحق کا حصہ نہین۔ کیونکہ وہ دادا صاحب مرحوم نے ہمارے نام ہبہ کیا تھا۔ اُس مین فقط ہم ہر سہ کا حصہ ہے۔ دو دو سہام بندہ اور بھائی صاحب

کے اور ایک حصہ ہمشیرہ صاحبہ کا اور جو ترکہ والد مرحوم کی خرید ہے اُس مین جو نشستھ سہام مین سے سات سہام الحق کے ہین - اور باقی کے پانچ حصہ ہو کر دو دو ہمارے ہر دو برادر کے اور ایک حصہ ہمشیرہ صاحبہ کا ہی جب اہل حق طلب کرین دیدیوین اور کتب جو میرے پاس ہین اُنکی فہرس لکھی ہوئی رکھی ہے - سب کتب زر خرید اپنے کا نام لکھا ہی اگر بعض رسائل کا نام نہین لکھا گیا - اور وقفی کتابین اور مستعار اور ترکہ والد سب کا نام لکھدیا ہی - سب مستعار کتب حوالہ مالک کر دیوین اور وقفی کو اگر احتیاط سے رکھ سکین تو رکھین ورنہ کسی مدرسہ دینی مین دیدیوین اور ترکہ کی کتابون کو رکھین مگر جو حصہ لیوے تو حسب فرایض دیدیوین فقط اِس سب پر عمل در آمد غور سے کرین آیندہ مختار ہین اپنے کیے کو آپ دیکھینگے یہ عاجز بری الذمہ ہولیا - والحمد للہ رب العالمین ✢

الماری کلان حجرہ مین سب کتب وقفی ہین اُس مین کوئی کتاب مملوک بندہ کی ہی اور نہ مستعار کسی کی بعد موت بندہ جہان مناسب ہی یہ کتب رکھی جاوین اور جو حافظ مسعود احمد کو درس کا خیال ہو تو قدر حاجت خود بھی رکھین اور یہ الماری ملک بندہ کی ہی وقف نہین اور دوسری الماری خورد تُن کی لکڑی کی اُسمین سب کتب ملک بندہ کی ہین مگر بعض کتاب جو مستعار ہی اُس پر نام مالک کا لکھا ہی وہ مالک کو دیجاوے - عالمگیریہ حافظ محمد ابراہیم - شرح مسلم منشی فخر الدین کی - شرح شامی مولوی ابو النصر - شرح فقہ اکبر طیب مرحوم کی - اور شامی کا تکملہ خود ملک بندہ کی ہی اور جو کتاب کہ والد مرحوم کی ہی اُسپر نام والد کا لکھا ہوا ہی - اور مملوک پر نام بندہ کا - اور خارج الماری سے جو کتب ہین بعض وقف بعض مستعار بعض مملوک اُن سب پر نام مالک لکھا ہی حسب اُسکے عمل کرین - اور مولوی عبد الکریم کی کتب خارج الماری - الماری نما صندوق مین رکھی ہین - وہ اُنہون نے ہبہ بنام بندہ کر دیا ہے - اور وقف خود وقف ہین - اور حجرہ کا اسباب سب کا سب ملک بندہ ہے سوائے ایک دو صدور زانی کے کہ وہ مہمانون کیواسطے رکھی ہین وہ صدقہ کر دیجاوین - مگر گھڑی دھوپ جامع مسجد کی ہی - اور روپیہ جو کچھ قلمدان والماری مین ہی جسپر کچھ نشان لکھا ہی وہ اُسکا ہی - مسجد کا یا کسی کا - اور جسپر کچھ تحریر نہین وہ ملک بندہ ہی - اور کاغذ قرض وغیرہ قلمدان مین ہین اُن سے سب حال واضح ہو جائیگا - موافق اُسکے عمل کرین ہر شے اپنے مصرف پر اور مالک کو ملے اِسمین فروگزاشت نہو - گھر کی الماری مین سب کتب ملک بندہ ہین یا ترکہ والد کے - اور روپیہ سب اپنا ہی سوائے اُسکے کہ اُسپر کسی کا نام لکھا ہو وہ اُسکا ہی امانت مالک کو دیدیوین باقی کے مختار ہین - میرے ذمہ کسی کا قرض نہین جو میرا قرض ہی اُسکی فرد قلمدان مین ہی دیکھکر وصول کر لیوین - اگر دو چلا اپنے دانے گھاس کے عاشق یا کوئی خادم بتا دے وہ دے دیوین شاید سہو سے رہ گیا ہو ورنہ قرض مجھپر نہین ہوتا فقط ✢

شرح قصیدہ مدحیہ مصنفہ مولنا المولوی حنیف علی صاحب شاہ آبادی زید فضلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

زَارَتْ مَرِیْضَ النَّوٰی اَعْنِیِ الْحَنِیْفَ عَلٰی | حَیَّتْ وَمَا جَلَسَتْ قَامَتْ عَلَی الْعَجَلِ

نوی - فراق + زارت کا فاعل خود ہے جو دوسرے شعر مین مذکور ہے یا محبوبہ کی وہ صورت خیالیہ ہو جو عاشق کے دل مین ہر وقت موجود ہے اور اِس وجہ سے لفظاً ذکر کرنے کی حاجت نہین رہی + مطلب یہ ہے کہ پیاری محبوبہ نے اپنے بیمار فراق یعنی حنیف علی کی زیارت کی مگر ایسی روا روی کہ سلام کر کے اچھی طرح بیٹھی بھی نہین اور جھپاکے سے کھڑی ہو گئی - عربی مین زیارت کے معنی ملاقات کے آتے ہین اگرچہ اُردو مین اِسکا استعمال واجب التعظیم کی ملاقات کے لئے ہے - پس یہ اعتراض نہ کیا جائے کہ محبوبہ کی جانب اپنی زیارت کے لئے آنے کی نسبت نامناسب و معکوس ہے اور اگر اُردو اصطلاح قایم رکھی جائے تب بھی ممکن ہو کہ شاعر نے محبوبہ کی اِس کرمفرمائی پر نازان ہو کر اپنے آپکو واجب التعظیم سمجھا اور محبوبہ کی جانب زیارت کی نسبت کر دی یا یون کہیے کہ ایسی نازک اندام محبوبہ پر عاشق ہونا اور ایسی بے پروا دلربا کا حنیف علی کو اپنا عاشق اور بیمار فراق سمجھنا ہی شاعر کے لئے اُس فخر و غرور کا باعث ہو گیا جسکی وجہ سے زیارت کا محبوبہ کیجانب منسوب کرنا صحیح ہو +

خَوْدٌ حَکَتْ بَدْرَ لَیْلِ الْوَصْلِ وَجْنَتُہَا | وَالْجَعْدُ اَخْبَرَ عَنْ اَیَّامِیَ الْاُوَلِ

خود - نازک بدن عورت + وجنہ = رخسارہ + جعد - زلف +

زیارت کرنے والی محبوبہ ایک نازک جسم والی عورت ہے جسکا رخسارہ شب وصال کے ماہتاب کی نقل اُتارتا ہے اور جسکی زلف میرے ایام گزشتہ کی اطلاع دے رہی ہو یعنی رخسارہ ایسا روشن اور عشاق کے لئے خوش کن ہو جسطرح شب وصال کا کامل و مکمل پیارا چاند اور زلفین ایسی دراز ہین جیسے میرے گزشتہ روز ہائے فراق و ایام ہجر !

رُعْبُوْبَۃٌ کُلُّ شَعْرٍ مِّنْ ذَوَائِبِہَا | فِیْ جِیْدِ عُشَّاقِہَا الْاَسْرٰی کَالطِّوَلِ

رعبوبہ - گوری رنگت والی رعب دار بالا قد عورت + ذوائب = جمع ہو ذوابہ کی گیسو + جید = گردن + اسریٰ = جمع ہو اسیر کی یعنی قیدی + طِوَل - اُس دراز رسّی کو کہتے ہین جو چراگاہ مین چرانے وقت مویشی کے پاؤن مین باندھی جاتی ہو اور دوسرا کنارہ پکڑے رہتے ہین یا درخت وغیرہ مین باندھکر چھوڑ دیتے ہین تاکہ جانور رسّی کے گھوم تک

چرتا پھرے مگر رسّی کے حلقہ سے باہر نہ نکل سکے۔

مطلب یہ ہے کہ گوری چِٹّی بارعب محبوبہ کے گیسوؤن کا ہر بال اُسکے قیدی عشّاق کی گردنون مین چرنے والے چوپایہ کے پاؤن کی رسّی یعنی طِوَل بنا ہوا ہے کہ چہرہ کی شاداب سطح پر گھومتے پھرین اور باہر نہ جا سکین (گیسو کے بال کو طِوَل سے تشبیہ دینے مین جو ملاحت پیدا ہو رہی ہے اُسکو ذوقِ سلیم خوب محسوس کر سکتا ہی درازی کیساتھ پاؤن مین بندھنے والی رسّی کی طرح اطراف کی پیچیدگی اور مصحفِ رخ کی تازگی و شادابی کا جو ثبوت اِس تشبیہ مین موجود ہے دوسری تشبیہ سے حاصل نہین ہو سکتا۔ اور خوبی یہ ہے کہ عشّاق کا مقید ہونا مسلم الثبوت ملنے کے بعد بٹی ہوئی مضبوط رسّی کی طرح گندھے ہوئے گیسوؤن کے بالون کی رسن محض احاطہ چراگاہ سے باہر نہ نکلنے کی احتیاط کے لیے بجائے پاؤن کے گردنون مین ڈالی گئی ہے تاکہ حرمت و فضیلت کے ساتھ مونہہ کی گول ٹکیا کے چوگرد نگاہ ہائے عشّاق چکر لگا سکین اور شیداؤن کی نظرین اچھی طرح متمتع ہو سکین)

وَهُدْبُهَا الرِّيشُ لِلْأَسْهَامِ لِلْأَجَلِ		غَزَالَةٌ تَقْتَنِصُ الْأُسَادَ مُقْلَتُهَا

غزالہ = ہرنی۔ فراخی چشم اور چستی و پھرتی مین معشوقہ کو ہرنی کے ساتھ تشبیہ مشہور و معروف ہی + اساد = اسد کی جمع ہی بمعنی شیر۔ یہان شیرانہ شجاعت اور بہادرانہ ہمت والے مرد مراد ہین + مقلہ = حلقہ چشم + ہدب = ہدبہ کی جمع ہو مژگان + اسہام اجل = تیر ہائے موت +

مطلب۔ محبوبہ ایک ایسی ہرنی ہے جسکی فراخ آنکھ بڑے بڑے بہادرون کا شکار کر لیتی اور اپنا والہ و شیدا بنا کر غلام بنا چھوڑتی ہی اور مژگان گویا تیر ہائے موت کے پر ہین کہ پلک جھپکاتے سیدھے کلیجون مین جا کر چھید ہے تے ہین اور بغیر پچھاڑے نہین چھوڑتے +

وَأَهْلَكَتْ كَمِدًا مُضْنًى مَتَى تَمِلِ		أَحْيَتْ عِظَامًا رَمِيمًا كُلَّمَا الْتَفَتَتْ

عظام رمیم = بوسیدہ ہڈیان + کمد = عاشق غمگین + مضنی = لاغر و ضعیف + تمل = دراصل تمیل ہی بحالت جزمی التقاء ساکنین کی وجہ سے یا گر گئی اور لام ساکن بضرورت شعر مکسور ہو گیا +

مطلب (یہ کہ محبوبہ متضاد صفتون سے متصف ہے۔ مارنا اور جلانا اُسکے بائین ہاتھ کا کھیل ہی) جب کبھی ادہر ملتفت ہو جاتی ہے تو بوسیدہ ہڈیون مین جان ڈالدیتی ہی یعنی ایک نگاہ توجہ سے قریب المرگ مردہ دل عشّاق کی جان مین جان آ جاتی ہے (کیونکہ اِس نگاہ مسیحائی کی کج ادائی سے اِس حالت زار کو پہونچے ہوئے تھے جب اُسی کو اِسی طرف متوجہ پائین تو کیون نہ زندہ ہو جائین) اور جب محبوبہ ناز کے ساتھ چل کھڑی ہوتی ہی تو لاغر و

غمگین عاشق کو مار دہری یعنی تباہ و ہلاک کر دیتی ہے +

مَاسَتْ بِقَدٍّ كَغُصْنٍ نَاعِمٍ خَضِرٍ	لَهُ الدَّلَالُ مِنَ الْخُدَّامِ وَالْخَوَلِ

ماست = تبخترت و تمایلت مصدر میس جھککر ناز انداز کے ساتھ چلنا + غصن = شاخ + دلال = ناز + من تبعیضیہ ہے یا تبعیضیہ + خول = حاشیہ بردار - حاضر باش - نوکر چاکر +

مطلب - محبوبہ جسوقت جھککر ناز کے ساتھ چلتی ہے تو اُسکا قد ایک ملایم و نازک تر و سبز شاخ کے مشابہ ہوتا ہے جسکے لئے ناز بھی منجملہ دیگر نوکر چاکرون کے ایک تابعدار غلام ہے یا یہ مطلب ہے کہ عشاق کی وجہ سے جو اسکے نوکر چاکرون کیطرح تابع فرمان غلام ہین محبوبہ کے قد مین چلتے وقت ناز و انداز نظر آتا ہے - والاول اجود عندی +

تَسُلُّ مِنْ حَاجِبَيْهَا صَارِمَيْنِ مَعًا	وَتَجْرَحُ الْمُبْتَلٰى بِالْاَعْيُنِ النُّجُلِ

سل = سونتنا + حاجب = ابرو + صارم = قاطع تلوار + نجل = وسیع و کشادہ بالاعین متعلق ہے تجرح کے مطلب یہ ہے کہ محبوبہ کی دونون ابرؤین دو تلوارین ہین جنکو یکدم میان سے باہر نکالتی اور سونت کر ان مبتلائے عشق بیمارون کو زخمی کرتی ہے جو اُسکی گول اور بڑی بڑی آنکھون کے مبتلا ہین - ابرؤون سے تلوارون کا سونتنا ایک ملیح استعارہ ہے جس سے مقصود ابرؤون کو تلوار ثابت کرنا ہے اور موزون خمیدگی مین ابرو کو تلوار سے تشبیہ دینی بہ نسبت کمان و محراب وغیرہ کے نہایت ہی موزون ہے خصوصاً جبکہ مریض چشم کو قتل کرنا مقصود ہو کہ اُدھر آنکھون پر کسی خستہ جگر کی آنکھ پڑی اور اُدھر دو طرفہ دو تلوارین سُنتکر جگر و جان کی خبر لین +

رَنَتْ بِنَشْوَانِ لَحْظٍ مُدْنَفٍ بِهَا	كَاَنَّهَا اسْتَوْدَعَتْ عَضْبًا اِلَى الثَّمِلِ

رنو = نظر کرنا + نشوان = مست + لحظ = گوشہ چشم + مدنف = مریض + عضب = تلوار قاطع ثمل بیہوش یعنی محبوبہ نے نشیلی اور مستانہ آنکھ سے اپنے یا اُسی آنکھ کے مریض کیجانب ایک ایسی نگاہ کی جو گویا اپنے اندر ایک تلوار لیے ہوئے تھی جسنے نشہ عشق مین مدہوش پڑے ہوئے بیکس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے - مطلب یہ ہے کہ مستانہ آنکھ کی ایک نگاہ بیہوش عاشق کے لئے تلوار کا کام کر گئی و نشہ مین مست ہونے والیکا مست و سرشار کا قتل کرنا لطافت سے خالی نہین ہان البتہ قاتل یعنی نگاہ دلربا کا نشہ قدرتی ہے جو آنکھ کی ملاحت و پسندیدگی مین شامل ہے اور مقتول کی مدہوشی اسی مستانہ نگاہ کو دیکھکر بوجہ عشق کے پیدا ہوئی ہے نیز مست و سرشار کو دیکھکر خود اثر قبول کرنے اور مست ہو جانے کا ثبوت بھی بڑی نزاکت کے ساتھ شعر مین موجود ہے جس سے شاعر کی بدیع بینی اور بلند خیالی ٹپک رہی ہے - ضرور در ہم شر دردہ +

عَجِبْتُ مِنْ ظَبْيَةٍ وَحْشِيَّةٍ اَنِسَتْ	تَصْطَادُ اَفْئِدَةً لِكِنْ بِالْمُقَلِ

ظبیہ = ہرنی + انست = مشتق ہو انس سے ضد وحش یا بمعنی نظر + افئدہ = جمع ہے فواد کی بمعنی قلب + مقل جمع ہے مقلہ کی بمعنی چشم + یعنی مجھے بڑا تعجب ہوا کہ ایک وحشی ہرنی نے نگاہ کرتے ہی دلون کا شکار شروع کر دیا مگر یہ شکار تلوار و کمان یا بندوق و توپ کے ذریعہ سے نہ تھا بلکہ آنکھون کے ذریعہ سے تھا کہ جسپر آنکھ کی نگاہ جو تیر و پیکان یا کٹاری کی مثل تھی جا کر پڑی وہی شکار ہو گیا یا یہ مطلب ہے کہ اُس ہرنی پر مجکو بڑا تعجب آتا ہے جو جبھی تنفر اور نخوت و غرور کے باعث تو وحشی ہے مگر آدمی زاد اور آدمیون مین آباد ہونے کی وجہ سے مانوس ہے۔ دونون صفات کی متصف فراخ چشم محبوبہ آنکھون کے ذریعہ سے دلون کا شکار کرتی اور قلوب کو اپنا مسخر و تابعدار بناتی ہے (آدمیون مین رہنے سہنے والی ہرنی کا شکاری بنجانا بڑا تعجب ہے)

تَفْتَرُّ عَنْ اُقْحُوَانِ الثَّغْرِ ضَاحِكَةً	كَلَمْعِ بَرْقٍ بِذَيْلِ الصُّبْحِ مُنْسَدِلِ

اقحوان = بابونہ - یہان مراد بابونہ کی چمک دمک ہے + ثغر = دانت + لمع = چمک + برق = بجلی + ذیل = دامن منسدل = لٹکا ہوا + محبوبہ کی دانتون کو چمک دمک مین بابونہ کی چمک سے تشبیہ دیکر شاعر کہتا ہے کہ جب محبوبہ ہنستی ہے تو بابونہ جیسے چمکدار دانت ظاہر ہوتے ہین گویا بجلی کی چمک صبح صادق کے دامن سے لٹکی ہوئی ہے دہانہ کو مطلع و مشرق اور مسوڑون کو صفائی و رونق اور سُرخی آمیز سپیدی مین شفق سے مخلوط نور صبح کیساتھ تشبیہ دینے اور پھر دانتون کی سپیدی اور مستقیم لڑی کی چمک دمک کو بجلی کی دھاریدار چمک سے مشابہ کرنے مین ایک عجیب لطف پیدا ہوتا ہے جو زبان اُردو کے استعارات مین اب تک نظر سے نہین گزرا کیونکہ بجلی عموماً گھٹا کی تاریکی مین چمکتی ہے اسلئے دانتون کی چمک کو صرف بجلی کے مشابہ کرنے مین اُس دہانہ اور لبون کا بلکہ تبسم کے وقت کھلے ہوئے مسوڑون کا تاریک اور سیاہ ہونا لازم آتا ہے جس سے دانتون کی لڑی ظاہر ہوئی ہو اور یہ گونہ عیب ہے ہان البتہ اُس بجلی کی چمک کو اگر صبح کے دامن سے لٹکا دیا جائے تو عیب دور کرنے کے علاوہ مسوڑون کی سرخی آمیز سپیدی کا بھی ثبوت ہے جو دوسرا حسن ہے +

اِذَا اَرَادَتْ قِيَامًا لِلْعِنَاقِ اِلَى الْ	كَئِيبِ يُقْعِدُهَا الْاَرْدَافُ مِنْ ثِقَلِ

عناق = معانقہ یعنی گلے ملنا + کئیب = عاشق بے چین - ارداف = جمع ہے ردف کی بمعنی سرین + من سببیہ ہے + شاعر محبوبہ کے سرینون کا بھاری ہونا بیان کرتا ہے کہ جب میری معشوقہ عاشق زار سے گلے ملنے کے لئے کھڑا ہونا چاہتی ہے تو اُسکے سرین اُسکو اُٹھنے نہین دیتے بلکہ بوجھ کی وجہ سے بٹھا دیتے ہین -

معشوقہ کے بھاری بھرکم ہونیکی صفت کے علاوہ عشاق سے معانقہ نہ کرنیکی عجیب توجیہ کی ہے جس سے غرور ونخوت کا بھی اشارۃً انکار ہوگیا جو انسان کے لئے صفت مذمومہ ہے +

بِالْبَانِ شَبَّهَتِ الْأَقْوَامُ قَامَتَهَا | مِنْ أَيْنَ شَابَهَ مُعْوَجٌّ بِمُعْتَدِلِ

بان = بید + معوج = خمیدہ - اعوجاج مصدر + معتدل = سیدھا مستقیم +

لوگون نے محبوبہ کے قد کو بید کے مشابہ بیان کیا ہے مگر یہ تشبیہ ناقص ہے اسلئے کہ محبوبہ کا قد مستقیم ومعتدل ہے اور بید مین کجی وخمی ہوتی ہے بھلا ٹیڑھی لکڑی سیدھے قامت کے مشابہ کہان ؟

سَبْعٌ وَسَبْعٌ لَهَا مِنْ عُمْرِهَا سَنَةٌ | وَالْبَدْرُ مِنْ وَجْهِهَا فِي حُمْرَةِ الْخَجَلِ

محبوبہ کی عمر سات اور سات یعنی پورے چودہ برس کی ہے اور چودہ دن کی عمر والا چاند محبوبہ کے چہرہ کی وجہ سے ندامت کے باعث سرخی لئے ہوئے ہے - چاردہ سالہ عمر کی نوجوان معشوقہ اور شب چاردہم کے بدر منیر کا باہم مقابلہ اور پھر بدر کامل کا محبوبہ کے چہرہ زیبا کی گولائی کا نور دیکھکر شرما جانا اور ندامت کے باعث سرخی لے آنا ایک انوکھا خیال اور اچھوتا مذاق ہے جسکی نظیر شاید عجمی زبان مین نہ ملے +

تُغَادِرُ الصَّبَّ مَقْتُولاً بِلَا قَوَدٍ | وَتَطْعَنُ الْقَلْبَ بِالْأَجْفَانِ كَالْأَسَلِ

صب = عاشق + قود = قصاص + اجفان = جمع ہے جفن کی مراد مژگان یا نگاہ + اسل = دراز نیزہ +

محبوبہ اپنے عاشق کو بلا کسی مقتول کے معاوضہ وقصاص یعنی بلا جرم وقصور کے مقتول بنا چھوڑتی ہے اور لمبے لمبے نیزوں کی مثل پلکون یا نگاہون سے دل پر چوکے لگاتی اور نیزہ بازی کرتی ہے +

يُهْدِي الْمُحِبُّ تَحِيَّاتٍ مُبَارَكَةً | لِوَرْدِ وَجْنَتِهَا مِنْ حَسْرَةِ الْقُبَلِ

محب = عاشق + ورد = گلاب کا پھول + قبل = جمع قبلہ کی بمعنی بوسہ +

مطلب یہ ہے کہ عاشق اپنی پیاری محبوبہ کے گل جیسے رخسارہ کے بوسے لینے کی حسرت وارمان مین مبارک تحائف ہدیۃً پیش کرتا ہے تاکہ بوسہ حاصل ہوسکے +

احْتَلْتُ فِي وَصْلِهَا جَهْراً وَمُخْتَفِياً | لَمْ تُغْنِ شَيْئاً تَدَابِيرِي وَلَا حِيَلِي

مین نے محبوبہ کا وصال حاصل کرنے مین پوشیدہ وعلانیہ بہتیرے ہی حیلے کئے مگر نہ کبھی تدبیر نے کچھ کام دیا اور نہ کسی حیلہ نے +

زَجَرْتُ فِي عِشْقِهَا مَنْ جَدَّ يَعْذُلُنِي | عَصَيْتُ فِي حُبِّهَا مَنْ قَامَ فِي عَذَلِي

محبوبہ پر عاشق ہونے کے بارے مین جس کسی نے بھی مجھے نصیحت کی مین نے اُسکو جھڑک دیا اور معشوقہ کی محبت کے متعلق جو بھی مجھے ملامت کرنے کے لیے کھڑا ہوا مین نے اُسکا کہنا نہ مانا +

قَدْ لَامَنِیْ لَائِمٌ فِیْهَا فَقُلْتُ لَهُ | اِلَیْكَ یَا مَنْ مُبَلِّدِ النَّفْسِ مُتَّذِلِ

الیک = اسم فعل بمعنی ابعد عنی یعنی دور ہو دفعان ہو + من = بیانیہ +
ایک ملامت کرنے والا محبوبہ کے بارے مین مجھے ملامت کرنے لگا تو مین نے اُسکو جواب دیا کہ اے کند طبیعت رذالت پسند دور ہو پرے ہٹ +

صَدَّتْ وَمَا عَرَفَتْ قَدْرِیْ وَمَنْزِلَتِیْ | شَطَّتْ وَمَا رَحِمَتْ مِثْلِیْ وَلَمْ تَصِلِ

صد = اعراض کرنا + شطط = حد سے بڑھ جانا +
محبوبہ نے مجھے مونہہ نہ لگایا اور روگردانی کی بات یہ ہے کہ میری قدر و منزلت سے آگاہ نہوئی - مجھپر زیادتی کرنے مین حد سے بڑھگئی اور مجھ جیسے (عالی حوصلہ وفادار) عاشق پر بھی ترس نہ کھایا اور محبت کے علاقہ کو نہ جوڑا +

فَتًی لَهُ هِمَّةٌ تَعْلُوْ مَقَاصِدُهُ | مَا انْفَكَّ ذَا الْعَزْمِ لَا یُصْغِیْ اِلَی الْمَذَلِ

فتی = جوان خبر ہے مبتدا محذوف یعنی انا کی + اصغار = کان لگانا - کسی کی بات توجہ سے سُننا + عذل = راز فاش کرنے والا یعنی ناصح ملامت کن + محبوبہ نے مجھ جیسے شخص پر بھی رحم نہ کیا حالانکہ مین ایسا جوان ہون جسکی ہمت مقاصد سے بھی بالا رہتی ہے اور سدا مستقل مزاج مصمم قصد رکھتا ہے کبھی ناصح کی باتون پر کان بھی نہین دھرتا سُننا اور اثر قبول کرنا تو کیا معنی

مَا رَامَ نَادِیَةَ الْاَوْغَادِ فِیْ اَرَبٍ | مَا زَالَ ذَا حَذَرٍ عَنْ صُحْبَةِ السَّفِلِ

نادیہ = مجلس + اوغاد = وغد کی جمع ہے بمعنی کمینہ + ارب = حاجت + حذر = خوف + سفل = جمع ہے سفلہ کی کمینہ چھچھورا پست ہمت + مین ایسا جوان ہون جسنے کمینے لوگون کی جماعت کا کبھی کسی حاجت کے لئے قصد ہی نہین کیا (کیونکہ عالی ہمت شریف النفس کو کمینون کی حاجت ہی کیا پڑنے لگی ہے) اور ہمیشہ پست ہمت لوگون کی صحبت سے خائف رہا (کیونکہ کم ہمتون کے پاس بیٹھنا اُٹھنا بھی کم ہمت بناتا ہے پھر جسکی طبیعت مین عالی حوصلگی ہو وہ ایسی بد صحبت مین کیون بیٹھنے لگا)

حَتّٰی تَرَعْرَعَ فِیْ عِلْمٍ وَّفِیْ اَدَبٍ | وَنَفْسُهُ قَطُّ مَا مَالَتْ اِلَی النَّذِلِ

نذل - اصل مین بسکون الذال ہے بمعنی حقیر و خسیس چیز بضرورت شعر ذال معجمہ کو متحرک بالکسر کر دیا گیا ہے +
مین ایسا شریف طبیعت جوان ہون جس نے علم اور ادب ہی کے اندر نشو و نما پائی ہے اور جسکا نفس کبھی خسیس حقیر

شے کی طرف مائل ہی نہین ہوا +

أَنَا ابْنُ سَادَاتِ قَوْمٍ شَاعَ فَضْلُهُمُ	وَسَارَ فِي سَائِرِ الْآفَاقِ كَالْمَثَلِ

مین اُس سرداران جماعت کی اولاد مین ہون جن کی فضیلت شایع ذایع اور تمام آفاق عالم مین ضرب المثل کی طرح پھیلی ہوئی ہے +

قَوْمٌ مِنَ اللهِ أَنْصَارٌ لَهُمْ لَقَبٌ	حَمَوْا حِمَى الدِّينِ أَوْ وَاسَيِّدَ الرُّسُلِ

یعنی وہ جماعت کہ جن کا لقب اللہ کی طرف سے انصار ہے جنہون نے نخلستان دین کی باڑ کی محافظت کی اور سید رسل احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے وطن مین ٹھکانا دیا +

أَثْنَى الرَّسُولُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ مَدْحُهُمُ	قَدْ جَاءَ فِي مُحْكَمِ التَّنْزِيلِ وَهُوَ تُلِي

تُلِیَ = ماضی مجہول کا صیغہ ہے تلاوت سے +

میرے اجداد یعنی انصار رضی اللہ عنہم کی پیغمبر نے ثنا وصفت بیان فرمائی ہے اور پھر ان بزرگوارونکی مدح محکم تنزیل یعنی قرآن مین آئی ہی جو اب تک تلاوت مین آتی ہے مطلب یہ ہے کہ مین اپنے ذاتی افعال اور شرافت حسب ونسب دونون کے اعتبار سے باعزت اور واجب الاحترام وقابل قدر شخص ہون میرے ساتھ علاقہ محبت کا نہ جوڑنا میری ناقدردانی کی دلیل ہے اور چونکہ حسب ونسب پر فخر کرنا عالی حوصلہ اشخاص کا کام نہین اسلئے آیندہ اشعار مین شاعر اسکی توجیہ کرتا ہے کہ جدی مناقب ذلیل کو عزیز اور کم ہمت کو باہمت بیشک نہین بنا سکتے کیونکہ جسکے خود اعمال لایق ذلت ہون اُسکو نسبی شرافت کیا عزت بخشیگی مگر ہان ذاتی افعال بھی اگر محمود وپسندیدہ ہون تو پھر شرافت نسبی سونے مین سہاگہ اور جسم مین روح کا کام دیکر عزت وعظمت دوبالا کردیتی ہے اور میری یہی حالت ہے جیساکہ آیندہ اشعار مین مذکور ہے +

مَعَ أَنَّنِي عَائِبٌ لَا أَبْتَغِي شَيْئاً فَأَ	يُضَافُ مِنِّي إِلَى آبَائِيَ الْأُوَلِ

ہان یہ ضرور ہے کہ مین عزت مند اور شرمیلی طبیعت کا جوان ہون ایسی عزت وشرافت نہین چاہتا جسکی نسبت میرے آبا وگزشتہ کیجانب ہو یعنی شرافت نسبی پر فخر کرنا مجھے پسند نہین ہے کیونکہ یہ عزت کوئی ذاتی عزت وکمال نہین ہے محض عارضی حُسن ہے جو دوسرون کا عطیہ اور وہبی ہے انسان کے لئے قابل فخر وہ کمالات اور محاسن ہین جو کسبی ہون +

فَهُمْ مِنَ الْجِدِّ قَدْ نَالُوا مَنَازِلَهُمْ	مَا لِي بِغَيْرِ اجْتِهَادٍ طَالِبُ الْجَذَلِ

میرے آبا، سابقین یعنی انصار رضی اللہ عنہم نے جو مراتب حاصل کیئے وہ سعی وکوشش کی بدولت حاصل کیئے بہلا مجھے کیا ہو گیا کہ بلا کوشش فرحت وسرور کا طلبگار ہون یعنی ہاتھ پاؤن توڑ کر بیٹھا ہوا اسپر خوش ہوئے جاؤن کہ میرے آبا ایسے تھے اور میرے اجداد ایسے تھے اگر تھے تو وہ تھے مجھے کیا؟ یہ تو بڑی کم ہمتی اور قابل شرم حرکت ہے مین ایسا ہونا ہرگز نہین چاہتا +

تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ فِي جُدُودِهِمِ ‌ ‌ ‌ ‌ قَدْ أَوْقَدُوا بَيْنَهُمْ نَارًا مِنَ الْجَدَلِ

مین نے اُن لوگون کا ملت ومذہب چھوڑ رکھا ہے جنہون نے اپنے آبا، واجداد کے متعلق آپس مین جنگ وجدل کی آگ بھڑکا رکھی ہے کہ یا اپنے آبا، واجداد کو اچھا بتلا رہا ہے اور دوسرا اپنے بڑون کو ٹھاچڑ ہا رہا ہے پھر آپس مناظرے مباحثے مجادلے ہو رہے ہین +

إِنَّ ارْتِقَاءَ مَرَاقِي الْعِزِّ مِنْ خَطَرٍ ‌ ‌ ‌ ‌ لِصَاحِبِ الْهَمِّ لَا لِلْعَاجِزِ الْوَكِلِ

مراقی = جمع ہے مرقاۃ کی بمعنی سیڑہی + وکل = سست +

عزت کی سیڑہیون پر چڑہنا ہمت والے شخص کا کام ہے تھکے ماندے سست کا کام نہین کیونکہ بڑا دشوار اور مہتم بالشان کام ہے خطرہ سے خالی نہین +

مَنْ خَاطَرَ النَّفْسَ يَحْظَى بِالَّذِي قَصَدَتْ ‌ ‌ ‌ ‌ نَعَمْ وَإِنْ كَانَ مَوْقُوفًا عَلَى الْمَهَلِ

جو شخص اپنا نفس خطرہ مین ڈال دیتا ہے تو مقصود اُسکو حاصل ہو ہی جاتا ہے - ہان ہان ضرور ہوتا ہی گو مہلت وتاخیر پر موقوف ہو مطلب یہ ہے کہ آدمی کو ہمت کرنی چاہیے مشقت وتکلیف اور خطرات ومصائب سے گھبرا کر ہمت ہارنا ٹھیک نہین ہی کیونکہ ہمت مردان مدد خدا - جوئندہ یابندہ مشہور ہے - ہمت کرنے والے کوشان اپنی مراد کو پہونچتے ہی ہین اگرچہ بدیر پہونچین مگر پہونچے بغیر نہین رہتے +

رَوْمُ الْمَآثِرِ وَالْكَسْلَانُ وَاعَجَبًا ‌ ‌ ‌ ‌ شَتَّانَ مَا بَيْنَ حَوْذِ الْعِزِّ وَالْكَسَلِ

روم = قصد + مآثر = محامد ومناقب یعنی وہ اوصاف حمیدہ جنکی حکایت ونقل بعد مین بھی ذکر خیر کے ساتھ باقی رہے شتان = اسم فعل بمعنی بَعُدَ + بہلا باعث فخر عزتون کا قصد وارادہ اور کاہل وکسلمند شخص؟ تعجب ہی بسا تعجب ہی (کہ کامیاب ہو) عزت کے حاصل کرنے اور کاہلی وکسل مین تو بہت ہی بُعد ہے +

رَحَلْتُ عَنْ بَلَدِي وَالْأَهْلِ مُغْتَرِبًا ‌ ‌ ‌ ‌ لَمَّا اسْتَطَبْتُ شَذَا الْأَرْوَاحِ فِي النَّقْلِ

اغتراب = مسافرت + استطابہ = عمدہ وطیب سمجھنا + شذا الارواح = ہواؤن کی خوشبو کی تیزی +

نقل = جمع ہے نقلہ کی بمعنی انتقال وسفر جب ثابت ہوگیا کہ نسبی شرافت محضہ کافی نہین اور ذاتی محاسن بلا مشقت
حاصل نہین ہوسکتے اور خطرات سے گھبرانا یا صعوبت سفر سے اکتانا مردون کا کام نہین ہے اسلئے سفر مین
مین نے ہمت سے کام لیا اور سفر کے اندر جب مین نے (کامیابی کی بو پائی) اور ہواؤن کی تیز خوشبو کو
پاکیزہ وخوشگوار سمجھا تو سفر اختیار کیا اور وطن اور اہل ددھیال سے کوچ کر دیا +

وَطَأْتُ سَهلاً اِلیٰ حَزْنٍ لِاَصْعَدَ فِی	کَسْبِ المَعَالِی عَلٰی اَعْلیٰ ذُرَی القُلَلِ

سہل = نرم زمین + حزن = سخت زمین + ذُریٰ = جمع ہے ذروۃ کی ہر چیز کے بلند سے بلند حصہ کو کہتے
ہین + قلل = جمع ہے قلہ کی بمعنی پہاڑ کی چوٹی + مین نے نرم زمین سے لیکر سخت زمین تک سب روند ڈالا یعنی
سیل دیکھا نہ پہاڑ دور ودراز سفر کیا اور زمین کا نشیب وفراز جنگل وکوہستان سب ہی قطع کیا تاکہ معالی کے حاصل
کرنے مین پہاڑی چوٹیون کی بلندی پر جا چڑھون یعنی عزت وکمال کے انتہائی مراتب حاصل کرلون +

حَتّی العُلیٰ قَدْ اَتیٰ بِی سُوحَ حَضْرَةِ مَنْ	اَوْلَاهُ رَبُّ العُلیٰ بِالاَنْعُمِ الجُلَلِ

سوح = جمع ہے ساحۃ کی بمعنی صحن + حضرۃ = بارگاہ + انعم = جمع ہے نعمت کی + جلل = جمع ہے جلیل کی +
چونکہ معالی کا اکتساب اور علو وبلندی کا حصول مجکو محبوب تھا اسلئے یہ محبت مجکو اُس برگزیدہ انام شیخ کی بارگاہ
مین لے آئی جسکو رب العلی نے بڑی بڑی بیشمار نعمتین مرحمت فرمائی ہین خلاصہ یہ ہے کہ آخر ہمت کا نتیجہ پیدا
ہوا اور اُس انتہائی عزت کی تحصیل کے لئے جسکا مین طلبگار تھا یعنی دینی عزت اور اپنے اجداد انصار رضی اللہ
عنہم جیسے خدمت دین ومدارج آخرت کی شرافت حاصل ہونے کے لئے ایسا شیخ ہاتھ آگیا جسکے لئے تکمیل شایان تھی +

قُصْوایَ مُرَادِی قُصَارِی مُنْیَتِی اَبَدًا	غَوْثِی مَلَاذِی مَعَاذِی مُنْتَهیٰ اَمَلِی

بس یہی میری غایت مراد اور انتہائی آرزو تھی ہمیشہ کیلئے میری فریاد رس میری جائے پناہ اور میری امید کے منتہا +

رَشِیدُ اَحْمَدَ مَحْمُودُ الخَصَائِلِ وَ	اَخْلَاقِ مُرْشِدُ اَهْلِ العِلْمِ وَالعَمَلِ

وہ عالی بارگاہ شیخ حضرت مولٰنا رشید احمدؒ صاحب ہین جنکے جملہ خصائل واخلاق پسندیدہ ہین اور تمام
علماء باعمل کے مرشد وپیشوا - نکتہ سنج شاعر کا گریز ذوق سلیم کے لئے عجیب مزہ دے رہا ہے کیونکہ معرفت
وعشق الٰہی کا افضل واعلیٰ ہونا اور اُسکے لئے عشق مجازی کا نردبان قرار پانا ظاہر ومسلّم ہے اسلئے جب تک
قلب مین چسک اور دل مین کھٹکا نہو اُسوقت تک طلب محال ہے اور بلا طلب تحصیل دشوار اور یہ بھی ظاہر ہے کہ
انسان پر کوئی انسان کتنی ہی جان کیون نہ نثار کرے کبھی منشا کے موافق قدردانی نہین ہوتی بلکہ عموماً جسقدر

محبت ظاہر کیجیے اُسی قدر محبوب متنفر و بعید ہوتا اور جھجکتا ہے البتہ محبوب حقیقی اور ذات لم یزلی کی محبت ایسی شے ہے جسکی ذرہ برابر مقدار بھی دنیا و ما فیہا سے زیادہ با وقعت اور قابل قدر سمجھی جاتی ہے پھر اس محبت مین اگر محبوب کی جانب ایک بالشت سرکئے تو اُدھر سے محبوب ایک ہاتھ آگے بڑھ آتے ہین پس اُس بلند حوصلہ شخص کو جسے خدا نے حضرات انصار رضی اللہ عنہم جیسی باہمت جماعت کی نسل و اولاد مین پیدا کیا ہو تب کیا معنی ضروری ولابدی ہے کہ آبا و اجداد جیسی فضیلت کاملہ اور ہمت باقیہ حاصل کرے۔ عشق مجازی مین مصروف و مشغول ہو کوتاہ ہمت نہ بنجائے بلکہ اسکو محض ذریعہ اور سوزش و حرارت کا سامان سمجھکر آگے قدم بڑھائے اور پایدار زندگی کا مزہ اور حقیقی معشوق کا وصال حاصل کرنے کے لئے کسی واقفکار راہبر کا پتہ لگائے تاکہ مطلوب تک رسائی ہو سو چونکہ یہ رسائی بلا توسل ممکن نہین۔ پس شاعر کہتا ہے کہ مین نے دنیاوی محبوب کو ناقدردان اور اپنے وفاداری و عالی ہمتی کے مرتبہ سے انجان دیکھکر جدّی شرافت و اعزاز کی تحصیل مین قدم بڑھایا اور آخرکار کامیاب ہوا۔ کیونکہ ایسے شیخ اکمل کا دامن ہاتھ آگیا جو قبولیت دعا کے اعتبار سے غوث زمان ہی اور ارشاد و اصلاح خلق کی حیثیت سے قطب الارشاد مجدّد وقت اور قامع بدعات ہونے کے لحاظ سے انکا اتباع عین اتباع سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور اتباع رسولؐ عین رضائے حق تعالی شانہٗ اور یہی وہ غایت مراد اور انتہائے آرزوے دلی ہو جسکا قدردان محبوب رب العلمین ہو والحمد للہ علی ذلک آیندہ اشعار مین حضرت ممدوحؒ کی مدح ہی +

كَنْزُ الْعُلُوْمِ وَكَهْفُ النَّاسِ قَاطِبَةً	بَحْرُ الْفُهُوْمِ وَعَوْنُ الْخَلْقِ فِي الْجَلَلِ

حضرت ممدوح علوم (ظاہری و باطنی) کا خزانہ ہین اور قرب خداوندی و قبولیت دعا کی وجہ سے تمام مخلوق کی پشت پناہ۔ افہام کے سمندر ہین اور فتنہ و فساد کے زمانہ مین مخلوق کے مددگار و نگہبان! کیونکہ مصلح و مرشد عالم ہین یا اسوجہ سے کہ آپ قطب وقت ہین اور اولیاء کی برکت سے مخلوق پر بااستحقاق آنے والے عذاب بھی ٹل جاتے ہین کیونکہ دفور رحمت خداوندی نہین چاہتی کہ مخلوق عتاب مین مبتلا ہو درانحالیکہ اُسکا مقبول بندہ یعنی رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا نائب اُن مین زندہ و موجود ہو +

حَوَى اللَّطَائِفَ طُرًّا غَيْرَ ذِي عِوَجٍ	وَعَى النَّفَائِسَ جَدًّاهَا بِلَا مِيَلِ

طُرًّا = تمام۔ سب + عوج و میل = کجی + لطائف = جمع ہے لطیفہ کی اور نفائس جمع ہے نفیس کی +

حضرت ممدوح نے تمام لطائف کو بلا کجی کے احاطہ کر رکھا ہے اور بلا میل واعوجاج کے نفائس کو کھینچکر محفوظ کر لیا ہے۔ لطائف و نفائس کی مناسبت اصطلاح صوفیہ کے اعتبار سے بڑی لطیف و نفیس ہی +

حلو من اقتہ کالشہد والعسل	یا طیب اوصافہ فاہ الانام بہا

حضرت ممدوح کے اوصاف جو مخلوق بیان کرتی پھرتی ہی کیسے پاکیزہ ہین اُن کا مزہ بھی تو شہد کی طرح شیرین ہی مطلب یہ ہے کہ ظاہری اوصاف مشہورہ کے ذکر و استماع مین ذاکرین و سامعین دونون کو لذت آتی ہی پھر اُن اوصاف باطنیہ کا کیا ٹھکانا ہی جنکو سوائے خدا کے کوئی جانتا نہیں نہ مخلوق کو اُنکی اطلاع و خبر ہی اور نہ بیان کی نوبت آسکے +

بل الصحیح ولا انکار من رجل	ما حدثوا فی علاہ غیر مضطرب

مضطرب = اصطلاح محدثین مین اُس حدیث کو کہتے ہین جسکی اسناد مین انتشار ہو کہ کہین کوئی راوی ہو اور کہین کوئی دوسرا + صحیح = وہ حدیث جو عیوب سے خالی ہو + انکار = حدیث کی اسناد مین کسی راوی کا مجہول ہونا اور ایسی حدیث کو منکر کہتے ہین + مطلب یہ ہی کہ حضرت کی بلندی مرتبہ کے متعلق جو کچھ بھی لوگ بیان کرتے ہین سب صحیح ہے نہ مضطرب ہے نہ منکر +

مصونۃ عن قذی التدلیس والعلل	آثار سوددہ مقبولۃ رفعت

آثار = جمع ہی اثر کی علامات و نشانیان اور اثر اصطلاح حدیث مین صحابیؓ کے قول کو بھی کہتے ہین + مصونہ = محفوظ + قذی = کنک جو آنکھ مین پڑ جاتی ہی اس جگہہ مراد عیب ہے + تدلیس = فن حدیث مین ایک عیب کا نام ہی جو اسناد مین کسی راوی کے ایسے مشتبہ نام کے بیان کرنے سے پیدا ہوتا ہے جسمین خلط ملط اور التباس ہو جائے یعنی ایک نام دو شخصکا ہو جن مین ایک ثقہ و عادل ہی اور دوسرا اُسی کا ہمنام شخص مجروح و متروک پس کسی سند مین بلا اطلاع و تعیین ایسا مشتبہ نام بیان کرنا جس سے یہ نہ معلوم ہو سکے کہ اس نام کا کون شخص مراد ہے ثقہ یا غیر ثقہ تدلیس کہلاتا ہے + علل = علۃ کی جمع ہی فن حدیث مین کسی حدیث کے اندر عیب خفی کا ہونا علۃ کہلاتا ہی + مطلب یہ ہے کہ حضرت ممدوح کی سرداری کے آثار مقبول و مرفوع ہین اور تدلیس و علت کے عیب سے محفوظ +

تواترت مثل قطر العارض الہطل	اخبار افضالہ مجموعہا حسن

حسن = وہ حدیث صحیح ہے جسکے تمام راوی ثقہ ہون + تواتر = کسی حدیث کے ہر زمانہ مین اس کثرت سے راوی ہونے کو کہتے ہین جنپر کذب کا احتمال نہو سکے + قطر = جمع ہی قطرہ کی مراد بارش + عارض = بادل ابر + ہطل = بہت برسنے والا + حضرت کے فضائل کی خبرین حسن ہین اور برسنے والے بادل کی بارش کے مثل متواتر و پے در پے +

أَخْلَاقُهُ فِي حَدِيثٍ قَدْ رَوَاهُ صَبَا ۔۔ عَنِ الرِّيَاضِ عَنِ الْفِرْدَوْسِ مُتَّصِلِ

صبا ۔ یعنی باد صبا + ریاض ۔ دنیاوی باغات + فردوس ۔ جنت کا باغ ۔ نیز حدیث کی دو کتابون کا نام بھی ہی
متصل ۔ وہ حدیث جسکا سلسلہ اسناد ابتدا سے انتہا تک ملا ہوا ہو کہین کوئی راوی چھوٹا نہو + یعنی حضرت کے
اخلاق و شمائل حدیث متصل مین مذکور ہین جنکو باد صبا ریاض و فردوس سے نقل کرکے روایت کرتی پھرتی ہی
مطلب یہ ہے کہ آپکے اخلاق حمیدہ دنیا و دین مین شائع ذائع اور مشہور و معروف ہین ۔ اشعار مذکورہ مین فن
حدیث کی اصطلاحات اور رموز و اشارات مثلاً تحدیث ۔ مضطرب ۔ صحیح ۔ انکار ۔ اثر ۔ مقبول ۔ مرفوع ۔
تدلیس ۔ علت ۔ خبر ۔ حسن ۔ تواتر ۔ متصل ۔ شیخ وقت مرجع علما و قدوۃ السالکین حضرت محدث گنگوہی
رحمتہ اللہ علیہ کی مدح مین بہت ہی مناسب ہین +

بِاللهِ مِنْ عُلَمَاءٍ أَنْتَ يَا سَنَدِي ۔۔ تَفْضِيلُهُمْ ثَابِتٌ بِالنَّصِّ وَهْوَ جَلِي

ای میرے پشت پناہ بخدا تم اُن علما مین سے ہو جنکی فضیلت و بزرگی نص جلی اور دلیل روشن سے ثابت ہے (اصطلاح
فقہا مین نص جلی اُس قطعی الدلالت مضمون کو کہتے ہین جو بلا تاویل و اجمال اور بلا اشتباہ و اخفا الفاظ عبارت سے
سمجھہ مین آئے) فقیہہ زمانہ کے لیئے یہ رعایت بھی خالی از لطائف نہین ہے +

وَرِثْتَ عِلْمًا وَأَنْتَ الْمُسْتَحِقُّ لَهُ ۔۔ مِنْ مُصْطَفَى نَاسِخِ الْأَدْيَانِ وَالْمِلَلِ

تم جملہ مذاہب و ملل کے منسوخ کرنے والے برگزیدہ پیغمبر احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے علم کے وارث
بنے ہو اور حقیقت مین تم اِس وراثت و ترکہ کے مستحق بھی ہو (بلا وجہ یہ میراث کسی کے حصہ مین بھی نہین آسکتی)

اللهُ آتَاكَ عِلْمًا زَانَهُ عَمَلٌ ۔۔ وَأَنْتَ فِي ذَاكَ مَحْفُوظٌ عَنِ الزَّلَلِ

تمھین اللہ نے ایسا علم عطا کیا ہے جسکو عمل نے زینت دیدی ہی اور تم اس علم و عمل کے متعلق لغزش و زلت سے محفوظ ہو
(علما ربانی اور خدا کے مقبول اولیا سے غلطی ہونی ممکن ضرور ہے کیونکہ معصوم نہین ہوتے مگر ساتھ ہی اسکے یہ بھی
کہ غلطی واقع نہین ہوتی خدا کی طرف سے حفاظت کیجاتی ہے کیونکہ ایسے مرجع علما عالم کی لغزش گویا دین محمدی
کی لغزش اور عالم کی گمراہی ہے اور یہ ارشاد خداوندی انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون کے بالکل
خلاف ہے اور اگر بمقتضائے بشریت کوئی خطا علمی یا عملی ہو بھی جائے تو اُسپر بہت جلد تنبہ ہو جاتا ہے کیونکہ محض
صدور خطا مین وہ قباحت نہین ہے جو ابقا و عدم تنبیہ مین نظام عالم کا اختلال ہو) اولیا کے محفوظ اور
غیر معصوم ہونے کے یہی معنی ہین +

لِلّٰهِ دَرُّكَ مَوْلٰنَا وَمَفْخَرُنَا	مِنْ عَالِمٍ ذِي النُّهٰى مُفْتٍ بِلَا خَلَلٍ

ای ہمارے آقا اور باعث فخر و ناز مرشد آپکی خوبی بس اللہ ہی کے لئے ہے آپ بے خلل ایک زبردست مولوی۔ ذی عقل۔ مفتی ہین (زبان عرب مین انتہائے مدح کا یہ فقرہ ہے کہ للہ درہ یعنی فلان شخص کی بھلائی و خوبی خدا کے لئے ہے جسکا یہ مطلب ہوتا ہے کہ ممدوح کے مناقب و محاسن احاطہ بیان بشری سے خارج ہین)

عَلَّامَةٍ قُدْوَةِ الْأَخْيَارِ مُنْتَبِهٍ	فَهَّامَةٍ أُسْوَةِ الْأَبْرَارِ مُكْتَمِلٍ

آپ علامہ زمان ہین نیکون کے پیشوا۔ بیدار مغز۔ سمجھدار اور ابرار کے مقتدائے کامل +

شَيْخٍ إِمَامٍ صَدُوقٍ حَافِظٍ ثِقَةٍ	مُحَدِّثٍ حُجَّةٍ عَدْلٍ مِنَ الْأَزَلِ

آپ ازل سے شیخ وقت امام زمن نہایت راست گو حدیث و قرآن کے حافظ دیانت مین معتمد علیہ اور ثقہ۔ فن حدیث کے استاد۔ بندون پر خدا کی طرف سے حجت (تاکہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ ہمین راہ حق معلوم نہین ہوئی کیونکہ کوئی بتانے والا ہی نہ تھا) مقبول الشہادۃ اور لائق مسند قضا عادل تجویز ہو چکے تھے۔ ممکن ہو محدَّث بفتح الدال ہو جسکے معنی ملہم کے ہین یعنی وہ مقبول خدا ولی جسکو منجانب اللہ القاء والہام ہوتا ہو +

سَمَيْدَعٍ لَوْذَعِيٍّ مُتْقِنٍ ثَبَتٍ	حَبْرٍ نَبِيلٍ فَقِيهٍ غَيْرِ مُنْتَحِلٍ

سمیدع = شریف الطبع سردار اور کریم النفس بہادر + لوذعی = ذکی و سمجھدار فصیح اللسان + متقن = یعنی محکم و مضبوط مراد ہے علمی استحکام سے + ثبت = ثقہ + حبر = دانا + نبیل = ذی شان + منتحل = وہ شخص جو دوسرے کا کلام اپنی جانب منسوب کرے اسکو علمی سرقہ بھی بولتے ہین + مراد یہ ہے کہ آپ شریف طبیعت صاحب ذکاوت و فطانت زبردست عالم۔ ثقہ۔ دانا۔ ذی شان۔ سمجھدار۔ علم فقہ کے مخزن ہین۔ دوسرے کا کلام اپنی جانب منسوب کرلینا اور کسی کی تقریر یا تحریر کو اپنا بتا دینا جانتے ہی نہین +

بَرٍّ كَرِيمٍ تَقِيٍّ زَاهِدٍ وَرِعٍ	حُلَاحِلٍ عَارِفٍ خَاشٍ الْإِلٰهَ وَلِيٍّ

آپ نیکوکار۔ بزرگ۔ پرہیزگار۔ زاہد۔ متقی۔ سردار۔ صاحب معرفت۔ اللہ سے خائف۔ ولی ہین +

ذِي الْعَقْلِ وَالْعِلْمِ نِحْرِيرٍ بِلَا خَطَاءٍ	ذِي الْفَضْلِ وَالْحِلْمِ نِسِّيكٍ بِلَا مَلَلٍ

نحریر = عالم جو بات کے مغز کو پہونچ جائے + نسیک = مبالغہ کا صیغہ ہے بکثرت عبادت کرنے والا یا ارکان بجا ادا کرنے والا + ملل = گھبراہٹ + آپ ذی عقل اور ذی علم ہین۔ زبردست عالم بلا خطا۔ صاحب فضل و حلم شوق کے ساتھ بلا گھبراہٹ بکثرت عبادت کرنے والے +

صَافِی الْمَحَاسِنِ مُحْتَاطٍ حَلِیْفِ تُقًی	حَاوِی الْمَحَامِدِ مُرْتَاضٍ اَخِی نُبَلِ

صاف شفاف خوبیون والے - محتاط اور تقوے کے ہم عہد - قابل حمد اوصاف کے جامع - ریاضت کرنیوالے صاحب ذکا -

دُرٍّ فَرِیْدٍ تَقِیِّ الْاَصْلِ ذِیْ حَسَبٍ	فَرْدٍ وَحِیْدٍ مُحِقٍّ نَاقِدِ الدَّغَلِ

درفرید = گوہر یکتا + ناقد = پرکھنے والا + دغل = فساد +

آپ گوہر یکتا - پاکیزہ اصالت - صاحب حسب - یگانہ ویکتاے زمانہ - حق پر قایم - اور فتنہ فساد کے پرکھنے والے

یعنی ہدایت وضلالت اور سنت وبدعت مین امتیاز کرنے والے ہین +

قَرْمٍ هُمَامٍ لَبِیْبٍ مُنْتَمِیْ شَرَفٍ	قَرْنٍ اَدِیْبٍ فَصِیْحٍ غَیْرِ مُخْتَبِلِ

آپ سردار ہین - سرتاج ہین - عاقل ہین - شرف وکمال آپ تک پہونچتا اور منسوب ہوتا ہے - آپ سید ہین

ادیب ہین فصیح ہین - لوگون مین فساد پیدا کرنا جانتے ہی نہین +

ذَاکِی النِّجَادِ لِقَوْلِ اللّٰہِ مُسْتَمِعٍ	حَامِی الذِّمَادِ لِاَمْرِ اللّٰہِ مُمْتَثِلِ

آپ پاکیزہ اصل والے ہین - فرمان خداوندی پر کان دہرنے والے - عہد وپیمان کے محافظ اور حکم الٰہی کی تعمیل

کرنے والے +

یَا شَمْسُ اِنَّکَ شَمْسٌ نُوْرُهَا شَرْعٌ	عِنْدَ الْهَجِیْرِ وَعِنْدَ الصُّبْحِ وَالطَّفَلِ

ہجیر = دوپہر کا وقت + طفل = شام کا آخری حصہ +

اے (دین کے) آفتاب آپ ایسے آفتاب ہین جسکا نور شریعت محمدیہ ہے دوپہر کے وقت اور صبح وشام مطلب یہ ہے

کہ ظہور آفتاب کے تینون زمانے یعنی طلوع وغروب واستوا کو ادہر مدنظر رکھئے اور حضرت کے زمانہ طفولیت وشباب

وپیری پر ادہر توجہ ڈالئے تو ابتدا وانتہا واوسط کی مجموعی حیثیت سے حضرت مرشد عالم مولنا گنگوہی قدس اللہ

سرہ العزیز کا آفتاب شریعت نبویہ ہونا کھلا ہوا ہے +

عُلُوُّ جَاهِکَ یُزْرِیْ عِزَّ جَاهِلِهٖ	اَلْحَقُّ یَعْلُوْا وَلَا یُعْلٰی بِمُبْتَذِلِ

آپ کے مرتبہ کی بلندی اُس شخص کی عزت کو معیوب بنائے دیتی ہے جو آپ کے مرتبے سے ناواقف ہے (اور ہونا بھی

ایسا ہی چاہیے کیونکہ) حق غالب ہی رہتا ہے کبھی کسی رذیل اور ذلیل وحقیر کے سامنے مغلوب نہین ہوتا +

اَلَا اِنْ نَجْمَ الْفَتْوٰی فَمَا اعْتَمَدَتْ	اِلَّا عَلَیْکَ الْوَرٰی فِی الْحَادِثِ الْجَلَلِ

مہتم بالشان مسائل اور حوادث عظام کے متعلق کسی فتوے کو اگر مخلوق قابل حجت سمجھ سکتی ہے تو وہ آپکا فتوی ہے

کیونکہ آپ کے سوائے دوسرے پر اعتماد و وثوق ہی نہین +

لا لاؤ ولا خاف موعودٌ من المطل	انت الجواد الذی ما خاب سائلہ

آپ ایسے شخص ہین جسکا سایل کبھی محروم و ناکام نہ رہے ۔ نہین رہتا نہین رہتا اور نہ جس سے وعدہ کرلیا جائے اُسکو تاخیر اور ٹلانیکا اندیشہ +

علی فنائک من حاف و منتعل	رای العفاة نداک الغمر فازدحموا

عفاة ۔ جمع ہے عافی کی بمعنی سائل ۔ ندا ۔ جود و سخا + حاف ۔ ننگے پاؤن + منتعل ۔ جوتے پہنے ہوئے شخصکو کہتے ہین + سائلین نے آپکی سخا رتام کو دیکھا تو جسطرح بھی بن پڑا جوتے پہنے ہوئے یا ننگے پاؤن بہر حال دوڑ پڑے اور آپکے صحن خانہ یعنی دربار عالی مین آبھیڑ کی +

صفر الایادی و اهل المال و الدول	لدی غناک سواء لا امتیاز بینهم

آپ کے غنا و تونگری کے سامنے تہیدست فقیر اور مال و دولت والے امیر بلا امتیاز سب برابر ہین +

قد زنت بالسنن الغراء کالحلل	ما شان شانک لو عاداک ذو بدع

شان ۔ ماضی کا صیغہ شین سے بمعنی عیب + زنت ۔ ماضی مجہول کا صیغہ ہے اصل مین زینت تھا یا کا کسرہ بوجہ ثقل کے حرف ما قبل یعنی نا کو دیکر التقاء ساکنین کی وجہ سے یا کو گرا دیا + حلل ۔ جمع ہے حلہ کی چادر اور تہ بند کو کہتے ہین مراد ہے لباس + مطلب یہ ہے کہ اگر بدعتی شخص آپ سے عداوت رکھے تو اِس سے آپکی شان مین عیب نہین آتا کیونکہ آپ کو حلّون کی طرح روشن شریعت محمدیہ سے زینت دیگئی ہے پس مبتدع کو تو آپ سے دشمنی رکھنی ہی چاہیے اور اُسکی یہ عداوت آپ کے کمال اتباع سنت پر دال ہے ۔ حلہ کے ساتھ تشبیہ دینے مین اِسکا بھی اظہار ہوگیا کہ آپ سر سے لیکر پا تک لباس شریعت سے آراستہ اور جملہ حرکات و سکنات مین متبع شریعت ہین +

جرحٌ و ما جرحه دهراً بمندمل	فی قلب بغی العدی قالیک مبتدعٍ

قالی ۔ دشمن + اندمال ۔ زخم کا بھر جانا اور تندرست ہو جانا +

دشمنون مین بدتر یعنی آپ کے دشمن بدعتی کے قلب مین زخم پڑگیا ہے اور اُسکا زخم کبھی بھر نہین سکتا ۔ کیونکہ یہ زخم عداوت آپ کے اتباع سنت اور فضل و کمال پر حسد یا اُسکی خواہشات نفسانی و بدعات مخترعہ کی مخالفت کے باعث پیدا ہوا ہے پس نہ آپ اتباع سنت چھوڑکر اُسکے ہم خیال بن سکتے ہین نہ اُسکی عداوت کا ازالہ ہو کر زخم مندمل ہو سکتا ہے +

هَیمُ فِی کُلِّ وَادِی الغَیِّ مُختَبِطًا	کَخَبطِ عَشوَاءَ اَو اَذوَادِ سَالِکَۃِ الهَمَلِ

مختبط = بھٹکا ہوا + عشواء = اندھی اونٹنی + ہمل = وہ اونٹ جس سے کام نہ لیا جائے بیکار و مہمل چھوڑ دیا جائے کہ جہان چاہے مارا مارا پھرے + مطلب یہ ہے کہ آپکا دشمن بدعتی اندھی اونٹنی کے بھٹکنے اور بیکار اونٹ کے مارے مارے چھٹے پھرنے کی طرح گمراہی کے ہر جنگل مین حیران پریشان بھٹکا بھٹکا پھرتا ہی کیونکہ اتباع رسول کی بدولت جو آنکھیں کھلتی ہین اُس سے متبوع محروم ہو اور تقلید شریعت نبویہ کی قید سے آزاد ہوگیا ہے پھر عشواء کی طرح مخبوط الحواس بھٹکا ہوا اور ہمل کی طرح بے قید ہر طرف سے دھتکارا ہوا مارا مارا نہ پھرے تو کیا کرے ؟

یَنفَضُّ عَن طِیبِ وَردِ الشَّرعِ مُنقَبِضًا	یَمِیلُ مَیلًا اِلَی الاَقذَارِ کَالجُعَلِ

انفضاض = علیحدہ ہونا - کنارے آ کھڑا ہونا + اقذار - قذر کی جمع ہو بمعنی گندگی و نجاست + جعل = نجاست کا کیڑا جو غلاظت ہی مین پیدا ہوتا ہی اور یہی اسکی زندگی کا سبب ہے اگر یہ کیڑا پھول کی خوشبو سونگھ پاتا ہی تو فوراً مر جاتا ہی + مطلب یہ ہے کہ بدعتی شخص نجاست کے کیڑے کی طرح شریعت کے گلاب کے پھول کی خوشبو سے منقبض ہوکر الگ ہٹتا اور نجاستون ہی کیطرف میلان کرتا ہی کیونکہ جس نے ہوش سنبھالتے ہی بدعات سے گھر بھرا ہوا دیکھا ہو اسی شیطانی ضلالت مین پرورش پائی اور رہا سہا ہو گمراہی و شیطنت کی غلاظت نے اپنی بو رگ و پے مین سرایت کر دی ہو + مخالفت سنت کی عادت طبیعت ثانیہ بنگئی ہو خود خواہشات نفسانی کی گندگی نے نفس مارہ کو پروان چڑھایا ہو اُسکو مقدس شریعت محمدیہ کی خوشبو کیونکر پسند آسکتی ہی ـ للہ درّ القایل ما احسن ہذا التشبیہ لقد اصاب اجاد +

دَع ذِکرَ جَمعٍ قَسَت بَغیًا قُلُوبُهُم	وَقَد تَنَحَّوا عَمًی عَن اَوضَحِ السُّبُلِ

چھوڑ دے اِن لوگون کا ذکر جنکے قلوب بغاوت و سرکشی کے باعث سخت ہوگئے اور یہ لوگ اندھے ہونے کے باعث کھلے ہوئے راستے سے الگ ہوکر ایکطرف آگئے ہین (خدا ہی انکو آنکھین مرحمت فرمائے اور سخت دلی دور کرے تو انکو ہدایت اور شاہ راہ شریعت پر چلنا نصیب ہو ورنہ اللہ بس باقی ہوس)

ضَلُّوا ضَلَالًا بَعِیدًا عَن طَرِیقِ هُدًی	خَاضُوا مِنَ الجَهلِ وَالطُّغیَانِ فِی الخَطَلِ

یہ لوگ ہدایت کے راستہ سے بہت دور بھٹک گئے اور جہالت و سرکشی کے باعث بیہودہ گوئی مین مشغول ہوگئے -

لَا تَلتَفِت یَا سَمَامَ المُدَّعِینَ اِلَی	عُدوَانِ قَومٍ غَدَوا فِی الحِقدِ کَالجَمَلِ

سمام = بالکسر والصاد بوتل کی ڈاٹ یا شیشہ کا سربند + مدعین - دعویدار حقانیت + عدوان ظلم و زیادتی حقد - کینہ + جمل - اونٹ + ای مدعیان حقانیت کے سربند ان لوگون کی زیادتی کی طرف توجہ بھی نہ کیجے جو کینہ

مین اونٹ جیسے ہین (اونٹ کا کینہ مشہور و معروف ہے) سہام مدعین سے مراد یہ ہے کہ جسطرح مہر بند سے بول کا منہ بند ہو جاتا ہو اسی طرح آپ کے سامنے کسی مدعی کا دعویٰ زبان سے نہین نکلتا البتہ دلون مین کینے بیٹھے ہوے ہین اور کینے بھی اونٹ جیسے پھر قدرت نہ پانیکی صورت مین گھر بیٹھے جو کچھ بھی بیہودہ گوئی کرین انکو بجا و زیبا ہو +

اُولٰٓئِکَ حَاقَ بِہِم سُوْءُ الْعَذَابِ بِمَا	ظَنُّوْا بِکَ الظَّنَّ مِنْ بُغْضٍ وَّعَنْ دَخَلٖ

یہی لوگ ہین جنکو برے عذابنے چارون طرف سے گھیر لیا ہے کیونکہ انہون نے بغض و فساد کی وجہ سے آپکے ساتھ بدگمانیان کین (پھر بھلا عتاب سے بچکر کہان جا سکتے ہین اور عذاب خداوندی کو کیونکر ٹال سکتے ہین نہ سزا ٹل سکتی ہو نہ جرم معاف ہو سکتا ہو نہ توبہ کی توفیق مرحمت ہو نہ عداوت و بغض رفع ہو) آخرت کا عذاب تو آخرت مین ہوگا دنیا کا عذاب یہ کیا کم ہے کہ ہر وقت کا جلنا کُٹنا رنج و غم مین گھلنا حسد کی آگ مین جُھلسنا وغیرہ وغیرہ اللّٰھم احفظنا منھم

کَاَنَّ اَفْئِدَۃَ الْاَعْدَآءِ خَافِقَۃٌ	مَھَابَۃً فِیْ جُنَاحَیْ طَآئِرٍ وَّجِلٖ

خافقہ = متحرک و مضطرب + مہابہ = ہیبت + جناح = بازو + وجل = خوف زدہ +

(اسی بدگمانی کی سزا یہ بھی ہو کہ) دشمنون کے قلوب ہیبت کی وجہ سے مضطرب ہین گویا خوف زدہ پرندہ کے بازون مین لٹکا دئے گئے ہین یعنی جسطرح خوف زدہ طائر کے بازو بیقرار اور مضطرب ہوتے ہین کہ کسی صورت سکون نہین ہوتا اسی طرح دشمنون کے دل بچین اور بے قرار ہین کہ کسی کروٹ اطمینان نصیب نہین ہوتا۔ یہ ہیبت قدرتی و خدادادی جو عموماً جملہ اولیاء کرام کو بارگاہ لم یزلی سے مرحمت ہوتی ہو اور نیز حق کی چمکیلی تلوار نصرت خداوندی کو پشت پناہ بنائے ہوئے ہر وقت میان سے باہر جگمگاتی رہتی ہے جسکی وجہ سے دشمنون کو سامنے آنیکی جرأت نہین ہوتی گھر بیٹھے جو چاہین گالیان دین اور بلا دلیل جو چاہین دعوے کرین مگر کسی کی اتنی ہمت نہین کہ منہ کھولکر دو در و بات کر سکے یا اپنا خیال باطل اور وہم لاطائل پایۂ ثبوت تک پہونچا سکے +

لِرَغْمِ اَنْفِھِمْ نَاھِیْکَ فَضْلُکَ یَا	غَیْظَ الْحَسُوْدِ بِفَضْلِ اللّٰہِ مُکْتَمِلٖ

رغم الف = ناک کا خاک آلودہ ہونا ۔ مراد ذلت و ناگواری + ناہی = کافی + غیظ الحسود = وہ کامل شخص جسکا کمال دیکھکر حاسد کو غصہ آئے اور جلے بھنے + مکتمل = کامل و اکمل +

اے حساد کے غیظ و غضب مین ڈالنے والے کامل اکمل شیخ آپکو فضل خداوندی سے آپ کا فضل و کمال کافی ہے اگر اعداء و حساد کو ناگوار گزرے تو گزرا کرے ؎

بو حسد کسی کو تجھپر ہو تو ہے یہ تیری خوبی	کہ جو تو نہ خوب ہوتا تو وہ کیون حسود ہوتا

بَذَلْتَ هَمَّكَ مَقْصُوْرًا وَّمُنْحَصِرًا ۔۔۔ فِي الْفِقْهِ فِي الدِّيْنِ فِي الْخَلَوَاتِ وَالْحَفَلِ

بذل = خرچ ۔ فقہ فی الدین = دین کے بارے مین سمجھ اور تفقہ جسمین جملہ علوم دینیہ داخل ہین ۔ حفل = مجمع یعنی جلوت ۔ ترجمہ آپنے اپنی ہمت کو خلوت وجلوت یعنی ہر حالت مین دینی تفقہ کے اندر منحصر بناکر صرف کرڈالا ۔ مطلب یہ ہے کہ آپکی ساری ہمت اس مین خرچ ہوئی کہ دین مین سمجھ حاصل ہو اور یہی وہ نعمت عظمیٰ ہے جسکے متعلق حضرت رسول کریم علیہ الصلوٰة والتسلیم نے ارشاد فرمایا ہو "کہ جسکو تفقہ فی الدین نصیب ہوگیا اُسکو بڑی خوبی اور خیر کثیر حاصل ہوئی" ۔

كُلُّ امْرِءٍ فِيْ اُمُوْرِ الدَّهْرِ مُشْتَغِلٌ ۔۔۔ وَاَنْتَ عَنْ كُلِّهَا فِيْ اَحْسَنِ الشُّغُلِ

ہر شخص دنیاوی معاملات مین مشغول ہو مگر آپ جملہ مشاغل دنیویہ سے یکسو ہوکر سب سے بہتر مشغلہ مین مصروف ہین یعنی دینی مشغلہ مین ! یہ شعر سارے قصیدہ کی جان اور تمام اشعار کی روح ہو بلا مبالغہ ایک واقعی امر اور بالکل سچے مضمون کو کیسی خوبی کے ساتھ دو مصرعون مین شاعر نے ادا کیا ہے حضرت مولنا ممدوح عالم قدس اللہ سرہ العزیز کی صلحاء علماء تک کے اوپر فضیلت اسی سے ظاہر ہے کہ آپنے مباح وجائز مشاغل دنیاوی اور ذرایع تحصیل معاش تک کو ترک فرماکر توکل وقناعت ۔ زہد وریاضت کا مخلوق کو سبق پڑھایا مدارس کی مدرسی اور مشروع تجارت وحرفت تک سے مستغنی ہوکر بالکل ایک اللہ کے ہو رہے مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ ۔ جو اللہ کا ہوگیا اللہ اُسکا ہوگیا اور جسکا اللہ ہوجائے اُسکا فضل وکمال جو کچھ بھی ہو ظاہر ہے ۔ یہ ہے وہ انتہائی توکل جو نمونہ ہے توکل مصطفوی کا اور یہ تھا وہ کمال قطبیت جسنے جاہل متصوفین کا تو کیا ذکر ہزارہا علماء کی گردنین جھکوا دین ۔ سرتاپا دینی مشغلہ مین مشغولیت اور شب وروز ہر آن وہر لحظہ کھڑے اور بیٹھے سوتے اور جاگتے کھاتے اور پیتے چلتے اور پھرتے غرض ہر حال مین اتباع سنت نبویہ کی مصروفیت کوئی لڑکون کا کھیل نہین ہے کہ ہر شخص کو حاصل ہوسکے ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وائے دشمنون کی بدنصیبی ومخالفین مبتدعین کی بدقسمتی پر کہ کھلے سے کھلے معاملہ مین بھی آنکھین نہ کھلین اور نجاست کے کیڑے کی طرح کامل ومکمل سچے نائب رسول کی حجاز وروم تک مہکی ہوئی خوشبو سے متنفر ویکسو ہی رہے ۔ وہ مقدس ذات جسکے اس پاکیزہ ذکر سے بھی قلب مین حلاوت وبرودت پیدا ہوتی ہو آج پندرہ یوم ہوئے دنیا سے اُٹھ گئی چراغ گل اور عالم تاریک ہوگیا صاحب ذکر رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ حضرت لم یزلی مین جنت کے پُرفضا باغ کی سیر اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شرف حضوری سے بہرہ ور ہوئے البتہ ذکر باقی ہو اور جب تک بھی بلطف الٰہی غیر کا ذکر

سطح زمین پر باقی ہی یہ مقدس تذکرہ بھی قایم رہیگا گو دشمنون کو ناگوار گزرے - تاریخ وصال آنحضرت ع

جائے مولنا رشید احمد بفردوس برین

هٰذا مَدِيحِي فِي مَدَى بِحِكَ مُقْتَصِرٌ — تَفْصِيلُ اَفْضَالِكَ يَسْتَغْنِي عَنِ الْجُمَلِ

آپکی ثنا و صفت کے تعلق یہ میری مدح مختصر و ناتمام ہی - آپ کے افضال کی تفصیل اجمال سے بے نیاز و مستغنی +

اَرْوَى الْاِلٰهُ رُبَا گَنْگُوهَ نَاضِرَةً — بِمُسْتَهِلٍّ مِنَ الْوَسْمِيِّ مُنْهَمِلِ

ربی = ربوہ کی جمع ہی اونچی زمین اور ریتیلے ٹیلون کو کہتے ہین + ناضرہ = تروتازہ + مستہل = سخت بارش + وسمی = ربیع یعنی شروع موسم بہار کی بارش + خدا گنگوہ کے ریتیلے ٹیلون کو تروتازہ بنا کر موسم کی موسلادہار اور پائدار بارش سے سیراب کرے (کیونکہ یہی مقدس قصبہ اُس بحر ذخار ممدوح عالم معدن علم قطب زمان غوث اعظم مرجع علما شیخ وقت قدوۃ الابرار سردار کا مولد و مسکن ہی جسکی کفش برداری پر ہزارہا مسلمانون کو ناز ہی) وسمی یعنی موسم ربیع کی بارش سے سیرابی مین ایک خاص لطافت ہے جسکو ماہ ربیع الاول مین ظاہر ہونے والے تجلی نور اور شریعت حقہ نبویہ کے ساتھ لطیف مناسبت ہی +

نِيرَانُ شَوْقِي اِلٰى لُقْيَاكَ مُحْرِقَتِي — يَا لَيْتَ شِعْرِي مَتٰى يَبْدُو جَمَالُكَ لِي

آپکی ملاقات کے شوق کی آگ مجھے جلائے ڈالتی ہے ای کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ آپکا جمال میرے لئے کب ظاہر ہو گا (کوئی خبر دینے والا خبر دیدے کہ اب جمال جہان آرا کی زیارت دنیا مین بیداری کے اندر نہین ہو سکتی ہان قلب کے آئینہ مین پائدار تصویر یا صورت خیالیہ کا مجسم نقشہ دیکھے جائے اور تقدیر یاور ہو تو خواب مین زیارت سے مشرف ہو لیجئے باقی جسکا نام ملاقات ہے وہ تو قیامت کے دن نصیب ہوگی جبکہ آپ اور ہم جملہ خدام بیچارے جائین اور اس مقدس سلسلہ مین حضرت ممدوح رحمۃ اللہ علیہ کے دامن عاطفت سے لگا دئے جائینگے جسکی انتہا سرور عالم شفیع المذنبین محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوگی - وَاَمَّا هٰهُنَا فَلَا وَلَا)

دَوَاءُهُ لَيْسَ اِلَّا مِنْكَ نَيْلُ مُنًى — قَلْبِي الْحَزِينُ بِدَاءِ الْبُعْدِ عَنْكَ بَلِي

اُس آتش شوق زیارت کی دوا بس یہی ہی کہ آپ سے اپنی آرزوئین حاصل کرون - میرا غمگین دل آپ کی دوری جدائی کے مرض مین مبتلا ہی +

عِشْ دَائِمًا اَبَدًا اَدْهَرَ حَلِيفَ تُقًى — فَاِنَّ ذَاتَكَ فَرْدٌ جَلَّ عَنْ بَدَلِ

ای تقوی و پرہیزگاری کے ہم عہد و ہم قسم شیخ آپ سدا اور ہمیشہ تا قیام عالم زندہ رہین کیونکہ آپکی ذات یکتائے روزگار

لاثانی و بے بدل ہے (یس آپکے بعد آپ جیسا کہان پائینگے اور جب پائینگے تو آتش شوق کیونکر بجھیگی) آہ قد وقع ما کانوا یحذرون جسکا اندیشہ تھا اُسکا وقوع ہوگیا اور جس سے ڈرتے تھے وہ آنکھون کے نظر آگیا۔ خداوند جل وعلی شانہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء کرام کو سلامت باکرامت رکھے یہ حضرات بھی اسی بحر فیضان سرمدی کے چشمے ہین اور یہ ذوات مقدسہ بھی پیاسون کی سیرابی کے لیے کافی ہین مگر اسکا کیا علاج کہ شوق لقاء اور تمنائے زیارت کی بھڑکی ہوئی آگ ان حضرات سے نہین بجھ سکتی کیونکہ اس آتش شوق مین عام خدام کی طرح یہ حضرات بھی شامل ہین اور غمگین دلون کی پیاس اسی سے بجھ سکتی ہے جو کلیجون پر چوٹ لگا کر عالم آخرت کی جانب تشریف فرما ہوگئے)

سقیاً ورعیاً لربعٍ انت ساکنہ	ماحلّ نوا کلّ مقطوعٍ ومتصلِ

سقیاً اور رعیاً مفعول مطلق ہو فعل محذوف کا یعنی سقی اللہ سقیا ورعی اللہ رعیا + ربع = اُس منزل کو کہتے ہین جو موسم بہار اور فصل ربیع مین بنایا جاتا ہے۔ عرب کی ابتدائی گزران ہندی بنجارون کی طرح کسی ایک جگہ پر متعین نہ تھی قلت بارش کی وجہ سے برساتی پانی کے محتاج تھے جہان پانی جمع دیکھا وہین قبیلے قبیلے ہوکر پڑاو ڈالدئے عارضی مکانات بنالئے اور جب پانی ختم ہوگیا تو وہان سے کوچ کرکے دوسری جگہہ جا سکونت اختیار کی۔ یہ عارضی مکانات جو فصل بہار اور موسم ربیع مین پانی کے کنارے طیار ہوتے تھے ربع کہلاتے تھے مگر اب مطلق منزل مین مستعمل ہے البتہ ربیع کی مناسبت سے شیخ محدث اور متبع سنت قطب وقت کے مسکن کو ربع کہنا لطافت سے خالی نہین +

مطلب یہ ہے کہ خدا اُس منزل ومسکن کو جسمین آپ رہتے ہین جب تک بھی مقطوع ومتصل حدیثین نقل ہوتی رہین یعنی قیامت تک سیراب ومحفوظ فرمائے یعنی جب تک حدیث نبوی کی درس وتدریس کا مشغلہ دنیا مین باقی رہے اسوقت تک آپ کا مسکن بھی تروتازہ اور سرسبز وشاداب رہے +

صلّی وسلّم ربّ العلمین علی	محمّدٍ مصطفی مختار الرسل
والآلِ والصحبِ اصحابِ الکرامین	مهاجرین وانصارٍ مدی الاجلِ

اللہ رب العلمین صلوۃ وسلام نازل فرمائے محمد مصطفی خاتم النبیین پر اور آپ کے بزرگی والے آل واصحاب یعنی مہاجرین وانصار پر جب تک بھی مدت وزمانہ قائم رہے یعنی قیامت تک ان حضرات پر رحمت کاملہ کا نزول ہوتا رہے +

تمت

(احقر عباد اللہ طالب فیوض نامتناہی عاشق الٰہی) ۲۴-اگست ۱۹۰۵ء عیسوی

اے محمد عربی پر ایمان لانے والو! مقدس مذہب اسلام کا نام لینے والو!! سنت نبویہ اور شریعت حقہ محمدیہ پر جان نثار کرنے والے مسلمانو!!! خاتم المحدثین سید المفسرین مفخر المتکلمین سند المحققین تاج العارفین راس الواصلین زبدۃ الکاملین نخبۃ السالکین حجۃ الخلف بقیۃ السلف مشعل جادہ شریعت دلیل راہ طریقت علم ہدایت وایمان شہسوار شاہراہ عرفان آفتاب رشد و معرفت ماہتاب ورع و دیانت ہادی شرع مبین راہبر دین متین فدائے سنت مرضیہ قامع بدعت مردیہ مہبط الفیوض اللالہیہ مصدر الکمالات الغیر المتناہیہ یعنی سیدنا و مرشدنا مولٰنا المولوی الحافظ الحاج رشید احمد محدث گنگوہی اطاب اللہ ثراہ وجعل الجنتہ مثواہ اِس عالم دنیا سے تنہا تشریف نہیں لیگئے بلکہ علم بالخصوص فن فقہ و حدیث عمل تقوی - طہارت - صدق - امانت - زہد - ریاضت - توکل - قناعت - استقلال و استقامت وغیرہا کے کمالات کو اپنے ساتھ لیگئے اور اسکے ساتھ ہی باقیات صالحات اور صدقات جاریات کا وہ بہتا ہوا بحر ذخار اور دریائے ناپید اکنار چھوڑ گئے ہین جسکا خوشگوار پانی تاقیام قیامت تشنگان رشد و ہدایت کو سیراب کرتا رہے گا حضرت محدث گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ کے ایصال ثواب کی کوئی شخص کہانتک شمار کر سکتا ہے ہندوستان کا ہر مسلمان بچہ بچہ بلکہ سچ پوچھو تو خدا کی وبرد مدر اور شجر و حجر تک جملہ مخلوق جنکا بقا درحقیقت شریعت حقہ محمدیہ کے بقا سے وابستہ ہے حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے علمی فیضان سے متمتع اور مستفید ہو کر ذریعہ ثواب آخرت بن رہا ہو اور جب تلک بھی اِس خاندان خدام سنت کے پاکدار مشغلہ یعنی تعلیم و تعلم اور افادہ و استفادہ کا سلسلہ قایم رہیگا اوسوقت تک دنیا کے ہر گوشہ اور ہر خطہ سے بلاقصد وارادہ عالم برزخ اور اعلی علیین مین نذرانے اور تحائف نذر گزرتے رہین گے - خدا بھلا کرے اُن اصحاب کا جنھون نے "مر گئے مردود نہ فاتحہ نہ درود" کے جبرئی درگاہ اور شہنشاہی سرکار مین پیش ہونیوالے اور دنیا مین باقی رہنے والے قابل شرم فقرے کو اپنے لئے ذخیرہ آخرت بنانے کے بعد اِس غیر محصور ثواب پر پانی پھیرنا چاہا +

حضرت محدث گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ کی وہ مشہور مقدس تصانیف جنکا ایک ایک لفظ آب زر سے لکھنے اور موتیون مین تولنے کے قابل ہے تیرہ ہین جنکی اجمالی حالت کا بیان کر دینا اسوجہ سے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بطحائی پیغمبر کے پسندیدہ طریقہ کے متمنی و خواہشمند اور متلاشی و طلبگار مسلمان مستفید ہو سکین - سب مین زیادہ نافع در فرید اور قابل قدر جوہر بے بہا براہین قاطعہ ہے جو رد بدعات مروجہ اور تحقیق سنت مین لکھی گئی ہے -

یہ کتاب اگرچہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ امجد جناب مولٰنا المولوی خلیل احمد صاحب ظلہ کی تصنیف ہی
مگر چونکہ اسکا ایک ایک لفظ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی حق بین اور غائر نظر سے گزرا ہے اسلیئے اِسکو
حضرت ہی کی مصنفہ سمجھنا چاہیے عبارت سلیس عام فہم اُردو ہے اور دشوار مضامین کو نہایت ہی خوبی اور
فصاحت کیساتھ ذہن مین بٹھایا گیا ہے۔ طالب حق کو نجات آخرت کیلیئے اسلام کا سیدھا اور سادا طریقہ
معلوم کرنیکے لیئے اِس ایک کتاب نے دوسری کتابون سے مستغنی و بے پروا کر دیا۔ قیمت صرف ۱۲ ار

۲- امداد السلوک۔ تصوف کے مستند رسالہ مکیہ کا ترجمہ ہی جو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اوائل شباب
مین بارشاد حضرت ضامن صاحبؒ قابل دید ترجمہ فرمایا تھا ۴ ر

۳- ہدایۃ الشیعہ = ہادی علی لکھنوی شیعی کے اعتراضات کے دندان شکن جوابات ۴ ر

۴- زبدۃ المناسک = تمام ضروریات حج اور مسایل حج مین کافی و وافی ہر حجاج کو ضرور پاس رکھنی چاہیئے۔ قیمت ۲ ر

۵- لطایف رشیدیہ = چند آیات قرآنی کے متعلق علماء کے استفسار اور اُنکے لطیف جوابات نیز پردہ نشینوں
مروجہ شرفاء ہند کا احادیث سے ثبوت قیمت ۱ ر

۶ مجموعہ فتاوی میلاد و عرس و غیرہ کی تحقیقی فیصلہ کن جوابات معہ مواہیر و فتاوی دیگر علماء قیمت ۱ ر

۷- رسالہ تراویح = بیس رکعت تراویح کا صحیح احادیث سے ثبوت قیمت ۱ ر

۸- کراہت جماعت ثانیہ یعنی محلہ کی مسجد مین مکرر جماعت ہونیکی کراہت بروایات فقہ و احادیث صحیحہ و تمام شبہات کی جوابات ۱ ر

۹ جمعہ فی القری = اہلحدیث کے اُس فتوی کا مدلل جواب ہے جسمین اُنہون نے گانون مین جمعہ جائز ہونیکا ثبوت دیا ہی قیمت ۱ ر

۱۰- اوقاف قرآن = کلام مجید کے اوقاف کو جنپر تمام حفاظ و قراء کا عملدرآمد ہی اہلحدیث نے بدعت ثابت
کیا تھا ان کے ثابت بالسنۃ ہونیکے دلائل قیمت ۱ ر

۱۱- فتوی احتیاط الظہر = اسکا ثبوت ہی کہ جہان جمعہ ہو جاتا ہی وہان احتیاط الظہر کی حاجت نہین - ر

۱۲- ہدایت المعتدی = قرأت فاتحہ خلف الامام کے جوابات مین بے مثل نئی تالیف جسکو اسامی کہا جاتا ہے کہ جاتوڑ رہا ہی ۲ ر

۱۳- سبیل الرشاد = غیر مقلدین کے جوابات مین اپنی آپ ہی نظیر ہے ۱ ر

نوٹ = کل رسائل کی قیمت ۱۲ ہے یکجا تیرہ رسائل کے خریدار کو صرف ۱۲ مین ملسکتے ہین +

خادم الطلبہ کمترین خلایق عاشق الٰہی حنفی رشیدی غفرلہ مہتمم خیر المطابع میرٹھ

قیمت رسالہ ہذا سفید کاغذ ۲ ر رنگین ۲ ر